U5271 8-12-09

Title - NUZHAT AL NAZIR.

Creator - Abou Al Hasan.

Publisher - Matba Naami Munshi Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1878

Pages - 82

Subjects - Sahafat - Akhbar Sar Rishta Taleem Awadh; Urdu Adab - Mazameen; Taleem - Isha'at; Akhlaqiyaat.

کرۂ زمین کا بیان
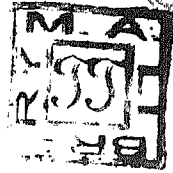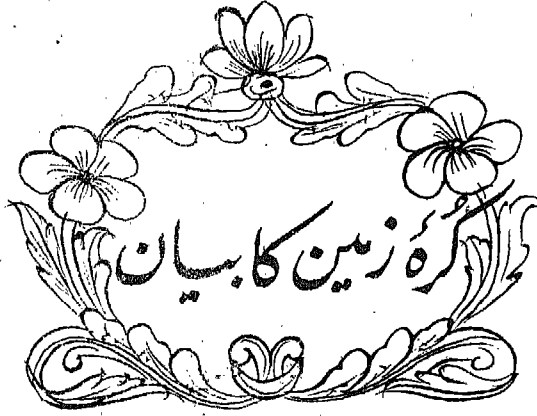
علم ہیئت سے ہمکو ثابت ہوا ہے کہ یہ کرۂ ارض جسپر ہم سب بستے ہین منجملہ
اون سیارون کے ہے جو آفتاب کے گرد گردش کرتے ہین سورج اون
سب کا مرکز عام ہے اور اسی کو عموماً نظام شمسی کہتے ہین کہ اسی آفتاب اور
انھین جملہ سیارون سے مرکب ہے کرۂ مرکزی سے یہ سیارے مختلف فاصلون پر
واقع ہین اور ہر ایک کا حجم و وزن و زمانہ گردش بھی مختلف ہے اونکی شکل ٹھیک
کروی نہین ہے قریب قریب اوسکے ہے وہ بالذات نورانی نہین ہین بلکہ سورج سے
روشنی حاصل کرتے ہین اور اوسی سے منعکس ہوتے ہین اور اپنے اپنے مدار مین
جو قریب المدور ہین مغرب سے مشرق کی جانب حرکت کرتے ہین بعض انمین سے
خود بھی دیگر اجسام متحرک کے مرکز ہین اور اونکی نسبت وہ اقمار کہلاتے ہین مثلاً
یہ چاند جو ہم دیکھتے ہین ہمارے کرۂ زمین کا قمر رفیق دامی ہے علاوہ سیارون اور
قمرون کے تیسری قسم کے اجرام اور ہین جو نظام شمسی سے متعلق اور تعداد مین
کثیر ہین یہ دمدار سیارے ہین جو سورج کے گرد اوقات معینہ مین گردش کرتے ہین
لیکن اونکے مدار اسقدر بیضوی ہین کہ وہ کبھی تو اسقدر آفتاب کے نزدیک
پہونچ جاتے ہین کہ قریب سے قریب سیارہ کی بہ نسبت بھی زیادہ نزدیک ہو جاتے ہین اور

کبھی اسقدر دور ہوجاتے ہین کہ نہایت قوی دوربین کے ذریعہ سے بھی نظر
نہین آتے ستارہ یعنے ثوابت اور نظامون سے متعلق ہین اور ہمارے کرہ کی
حالتون پر کوئی اثر قابل محسوس نہین رکھتے گو شکل اور مخلوقات کے بیان بھی انکے
فائدے سے خالی نہین اور ماسوا اسکے زینت اور مناسبت عام کے لیے
نہایت زیبا ہین +

کرہ زمین آفتاب سے ۹۱٬۴۳۰٬۰۰۰ میل کے بعد پر واقع ہے اوسط قطر اوسکا
۷۹۱۲ میل ہے ایک دورہ اوسکا گرد آفتاب کے ۳۶۵ دن ۵ گھنٹہ ۴۸ منٹ اور
۴۹ سکنڈ مین پورا ہوتا ہے اسی عرصہ کو سال کہتے ہین محور پر اوسکے ایک
گردش ۲۳ گھنٹہ اور ۵۶ منٹ ۴۱ سکنڈ مین تمام ہوتی ہے یہی ایک دن ہے
ان سب حرکتون مین چاند بھی زمین کے ساتھ رہتا ہے اوس سے ۲۴۰٬۰۰۰
میل کے فاصلہ پر ہے اوسکا قطر ۲۱۶۰ میل ہے اور وہ اپنا دورہ ۲۷ دن ۸ گھنٹہ
مین پورا کرتا ہے اس مدت کو ماہ قمری کہنا چاہیے اوسط قطر زمین یہان سمجھنے
اس سبب سے لکھا ہے کہ پیمایش بصحت کی گئی تو معلوم ہوا کہ زمین کرہ کامل
نہین ہے بلکہ بالشکل مجسم بیضوی ہے جسکا قطر کلان ۷۹۲۵٫۶۴۸ — اور قطر خرد
۷۸۹۹٫۱۷۰ میل ہے ان دونون مین ۲۶٫۴۷۸ میل کا فرق ہے یعنی ہر قطب پر
زمین ساڑھے تیرہ ۱۳ میل کے قریب چپٹی ہوگئی ہے +

اگر ایک گولہ کسی نرم شے کا مثلاً پوٹین کا بنا کر اوسکے اندر ایک سیخ بطور محور کے
رکھکر گولہ کو خوب سرعت سے سیخ مذکور پر گھوما دین تو گولہ کی اصلی ہیئت گردی
بدل جاویگی یعنی محیط بیرونی اوسکا زیادہ محدب یعنی قبہ کے موافق باہر نکل آویگا
یہ تبدل بسبب قوت متنفر المرکز کے پیدا ہوتا ہے اس ترکیب سے بخوبی ثابت
ہوتا ہے کہ مادہ کرہ زمین ہنگام پیدایش نرم یا ملائم تھا گردش محوری سے

اوسکی یہ شکل ہوگئی کہ بیچ مین زیادہ محدب اور قطبین پر چپٹی ہوگئی کرۂ ارض کی حرکت
اور حجم اور شکل بیرونی کے سوا سے علم کے ذریعہ سے اوسکا وزن بھی زیادہ
صحت کے ساتھہ دریافت ہوا ہے جو پتھر کہ زمین پر بہت کثرت سے ہین
اونکا وزن کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ پانی کی نسبت اڑھائی گنے کے
قریب وزنی ہین پس جو تجربات کہ ایسے پہاڑون کی کشش پر کیے گئے جنکا
حجم معلوم ہے اور ہر کشش مذکور کو کل کرہ کی کشش اور حجم سے مقابلہ کیا گیا تو
نتیجہ نکلا کہ کل کرہ کا وزن مخصوص پانی سے پچگونہ ہے یعنے اگر پانی کا ایک
کرہ اتنا بڑا فرض کیا جاوے جیسا کہ کل کرۂ ارضی ہے تو ہمارے کرۂ زمین کا
وزن کرۂ آبی فرضی مذکورہ بالا سے پچگونہ ہوگا اب چونکہ پانی کا وزن فی مکعب فٹ
یا گز وغیرہ بخوبی دریافت ہوسکتا ہے پس کرۂ ارضی کا وزن بھی صحت متناسب
کے ساتھہ دریافت ہوجاویگا *

علاوہ اوس خاص مادہ کے جو خود کرۂ زمین مین ہے یہ کرہ ایک غول ہوائی سے
ملفوف ہے اسکو ہوا سے محیط زمین کہنا چاہیے یہ ہوا ہمارے کرہ سے مخصوص سا
اور اوس سے علیحدگی کے امکان مین نہین ہے چونکہ کرۂ زمین اپنے محور پر
حرکت کرتا ہے تو یہ ہوا محیط زمین بھی اوس حرکت کی پیروی کرتی ہے اور اوس
کل عرصہ کائنات پر محیط نہین ہے جسمین باقی اجرام سماوی دوران و گردان
ہین مانند دیگر اجسام سیال اور ہوائی کے جنکے اجزا ہر سمت مین ایک دوسرے کو
مساوی قوت سے دباتے ہین جو طبقات ہوا کے کرۂ زمین کے قریب ہین اونپر
بہ نسبت طبقات بالا کے داب زیادہ ہے اسی قیاس پر ہوا زیادہ بلندی پر اور
بھی رقیق ہے حتے کہ ایک بلندی خاص پر بالکل قابل حس نہین اسطرح پایہ
تحقیق کو پہونچا ہے کہ سمندر کی سطح سے پینتالیس میل کے ارتفاع سے

زیادہ بلندی پر ہوا بالکل نہین ہے ⁂
چونکہ کرۂ ارضی نظام شمسی کا ایک جزو اور منجملہ اوسکے ایک سیارون کے ہے پس آفتاب
ہی سے اوسکو یہ شکل حاصل ہوئی ہے بلکہ سلسلہ حرکات اور تغیر تبدل روشنی اور
تاریکی کا بھی اوس سے پیدا ہے چنانچہ اختلاف موسمات اور پیدایش رات و دن
کبھی اس باعث سے ہوتا ہے اور کمال و زوال قمر اور مد و جزر بحر اور کمی و بیشی تندی
ہوا اور تبدیل موسمات اور سب طرح طرح کے نتائج اور ظہور عجیبہ جو اکثر نمودار ہوتے ہین
بسبب اسی سبب سے ہین مثلاً شکل کرۂ زمین حسب قواعد قوت جاذب المرکز
و متنفر المرکز قائم رہتی ہے اوسکی حرکات پر کشش آفتاب اور دیگر سیارون سے
اثر ہوتا ہے - جب کہ کرۂ زمین کو روشنی و حرارت سورج سے حاصل ہوتی ہے ظاہر ہے
کہ اوسکی سطح کا صرف ایک نصف سے ایک دفعہ منور ہو سکتا ہے پس اس جہت سے
ایک طرف دن ہوگا اور دوسری طرف رات روے زمین پر جدے جدے
موسم ہونیکا یہ سبب ہے کہ مدار زمین یعنے وہ راہ جسمین وہ گرد آفتاب کے
دورہ کرتی ہے دائرہ کامل نہین ہے بلکہ بیضوی ہے اس راہ کے طے کرنے مین
اوسکا محور بقدر ۲۳ درجہ ۲۸ منٹ کے راہ مذکور کی طرف جھکا رہتا ہے
اگرچہ نظام شمسی ہمکو ایسا طویل اور وسیع معلوم ہوتا ہے لیکن اگر عرصہ کائنات کا
خیال کیا جاوے تو وہ بمنزلہ احد کے متصور ہوگا کیونکہ عرصہ مذکور بہت سے
ایسے دیگر نظامون اور کرون سے آباد ہے جو حد و وہم و قیاس انسانی سے
باہر ہین جنکو ہم ثوابت یا ستارے کہتے ہین اپنی اپنی جگہ پر خود آفتاب اور
مرکز گردش ہین پس عموماً ہمارا نظام شمسی سمیت ان مذکورین گرد کسی بڑے
وسیع مرکز کے گردش کرتا ہوگا ٹھیک جسطرح کہ سیارے فرداً فرداً
گرد آفتاب کے گردش کرتے ہین ایسی گردش سے اوقات معینہ حرارت

وبرودت اور موت وحیات اور افزونی ہستی بعض حیوانات اور نیستی دیگر پیدا ہوتی ہونگی اور اوقات مذکور کی نسبت موسم ہماری گرمی اور سردی کی بہت ہی حقیر مشابہت رکھتی ہونگی یہ بھی بعید از قیاس نہیں ہے کہ جب نظام شمسی عرصۂ دور و دراز میں گذرتا ہو تو ایسے باعث پیدا ہون جنسے جملہ سیارون پر جو نظام شمسی مین داخل ہین نئی نئی حالتین طاری ہون خواہ ایسے دور و دراز اور عام سببون سے ہمارے کرۂ زمین پر اثر ہوتا ہو یا نہوتا ہو لیکن یہ ہم سمجھ سکتے ہین کہ اوسپر ابتداء زمانہ سے علی التواتر تنزل اور ترقی ہوتی رہی *

حب الوطن

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر * خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر * یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد * میگفت گدا بودن کنعان خوشتر * ہملوگون کی آب و گل مین یہ بات داخل ہے کہ زندگی روزمرہ مین جس شئے سے ہمین زیادہ قرب اور ربط رہتا ہے اوس سے ویسی ہی زیادہ الفت اور انسیت ہوتی ہے صداقت اس کلام کی اس مثال سے ظاہر ہے کہ اگر ایک سنگریزہ سطح آب پر پھینکو فی الفور اوس مرکز سے جہان کہ وہ سنگریزہ گریگا دائرے نمود ہو کے پانی پر پھیلینگے مگر جسقدر وہ دائرے مرکز سے دور ہوتے جائینگے اوسیقدر بے نمود اور کمزور ہونگے *

علی ہذا القیاس ہم لوگون کی الفت کی بھی یہی صورت ہے سب سے پہلے ہمکو اپنی بہبودی مد نظر رہتی ہے بعد ازان اقارب اور احباب کی محبت ہوتی ہے -

اوس سے اوترکے اوس دیار کی کہ جہان اوائل عمر بسر کی ہے یا اوس مقام کی کہ جس جگہ بطن مادر سے عالم وجود مین قدم رکھا ہے الفت ہوتی ہے سبکے بعد

اور سب سے اوسکے غیر کفٔ اور غیر وطن کا خیال ہوتا ہے غرض کہ یہ سب باتین
انسان مین خلقی ہین اور اسی وجہ سے ضرور اور لازم ہے کہ اون سے
ایک دوسرے کی بہتری اور نوع انسان کی بہتری مقصود ہو پس نتیجہ نیک
کے پیدا ہونے اور اس مراد کے حاصل ہونے کے واسطے ہم لوگون کو ضرور ہے
کہ اس مادہ خلقی کو جوہر صلاحیت اور فراست سے آراستہ کرین۔ اسطرح سے
اگر اوسکا انتظام کیا جاوے تو یہ خصلت کسی صورت سے خود پسندی کی شمول
مین نہ گنی جائیگی۔ اور اوسوقت وہ مثال درست آئیگی۔ یعنی پانی ساکن
نہ رہیگا بلکہ حلقہ ہاے محبت باہر پھیلین گے۔ واقعی اسطرح کی دلسوزی جسکا
بیان کیا گیا اگر خالص ہو تو بالکل خودغرضی کا گمان اسکی نسبت نہین ہوسکتا ہے
سراسر اسکے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو بہت عزیز
رکھتا ہے یعنے جو شخص اپنی آسودگی کی افزایش کے لیے وہ کام کریگا کہ جو عمدہ
اور قرین صلاح ہے اوسی شخص کو برادر مہربان اور دوست صادق جاننا چاہیے
اور جس شخص کا دل اپنے وطن کی تعریف سُنکے گرما جاتا ہے اور مسرور ہوتا ہے
یا اوسکی توہین سُنکے مقابلہ کے واسطے مستعد ہوتا ہے وہی شخص غیر ملک کے
لوگون کی خوبیون کو بھی اپنے دل مین جگہ دیگا اور اونکے عیوب سے درگذر کریگا۔
اگر یہ امر بخوبی مرتکز خاطر کرلے تو انسان کو اچھی طرح سے خالص اور دروغ
حب الوطنی کا تفاوت معلوم ہو جائے۔ حُب وطن رکھنا کچھ مشکل امر نہین ہے
ہر بشر کے امکان مین ہے کہ یہ شعار اختیار کرے۔ یہ سچ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے
ملک اور ہموطنون کی افزایش فلاح اور امن کے واسطے مثل ارکین سلطنت
کے ضابطۂ قانون کے بنانے مین شریک نہین ہوسکتا ہے اور ہر ایک
آدمی تسخیر ملک کے لیے کہ جس سے اوسکی قوم کی عظمت زیادہ ہو فوج کشی

نہین کر سکتا اور نہ ہر شخص میدان جنگ مین اپنے ملک سے غنیم کے ہٹانے مین
اپنی جان پر کھیل سکتا ہے - اگرچہ ان صورتون سے ہر ایک شخص کو ممکن نہین
کہ ایک بڑا کام کرے اور وہ محب وطن ہو مگر تاہم اور صورتون سے ممکن ہے کہ بالکل ہونے
سے بہتر کچھ نہ کچھ اپنی زادبوم کا حق ادا کرے اس حق کے ادا کرنے کے واسطے
اول اور خاص کر کے ہم لوگون کو وہ روش اختیار کرنی چاہیے کہ جو کسیطرح ہمارے
وطن کی ہنسی کا باعث نہو - چونکہ ہر ایک قوم کا ایک طرح کا علیحدہ طریقہ ہوتا ہے تو
جن لوگون سے کہ روزمرہ اتفاق ملنے کا ہوتا ہے وہ اوس طریقہ پر ہمکو دیکھہ کے
یہی گمان کرینگے کہ ہمارے جنس کے سب لوگ اسی وضع کے ہین پس اگر دیانت اور
راست معاملگی ہم مین نہو اور اگر ہم غریبون پر جبر اور اہل دول کی خوشامد اور تواضع
کرین - اور محنت اور مشقت پر نفس پرستی کو ترجیح دین - یا کسیطرح سے ہم مین فرومایگی
اور دون ہمتی پائی جائے تو اون اجنبی آدمیون پر کیا الزام ہے جو یہ حرکتین ہماری
دیکھ کے ہماری کل قوم کو اسی وضع کا تصور کرین - لیکن اگر بخلاف اسکے ہمارے
معاملات راستی اور صفائی سے ہون اور ہم آزادی مردانہ ظاہر کرین اور جس کام کو
اختیار کرین اوسکو بخوبی تمام انجام دین تو یقینا ناظرین ہمارے کل قوم کو بھی
اوسی سوافق خیال کرینگے ٭
دوسری یہ کہ ہم سب اپنے ملک کی بہبودی مین کوشش کرین اوسکی تواریخ پڑھین
اور اوسکے مختلف زمانون کو جنمین وہ ملک خوب نشو نما پر تھا یا جب اوسپر
خرابی اور ادبار آیا بنظر تامل دیکھین - ہر ایک ملک کی تاریخ مین ترقی اور تنزل کا
حال مخلوط ہے اور چونکہ مورخون کا قاعدہ ہے کہ فقط اوس ملک کے واقعات ہی
لکھنے پر اکتفا نہین کرتے بلکہ اونکے اسباب اور نتائج کو بھی درج کرتے ہین پس
اپنے ملک کے سوانحات ماضی وحال کے دیکھنے سے ہم بخوبی دریافت کرسکینگے کہ

کس باعث سے ہمکو اور اقوام پر فضیلت ہوئی اور کس سبب سے ہمکو خرابی
اور ادبار مین ڈالا جب اس نفع اور نقصان سے ہم خود ماہر ہونگے اور اپنے
ہمجنسون کو اوس سے آگاہ کرینگے تو ہمارا سلوک اپنے ملک کے ساتھ اوس
مرد کارزار کی نسبت کہ جسنے فتح حاصل کی اور اوسکے بقاے نام کے لیے مقبرے
تعمیر ہوے بمرتبہ بہتر ہے ٭
اگر صدق دل سے یہ دو کام جو بیان کیے گئے ہین انجام دیے جاوین تو کسی عنوان
سے ہمیں دروغ حب الوطنی ظہور مین نہ آوے گی۔ دروغ حب الوطنی اس سے مراد ہے
کہ ہم اپنی قوم اور ملت کو افضل تر جانکے اور فرقون پر طعن اور تشنیع کرین اور
اونکے ہنرون کو پوشیدہ اور اونکے عیوب کے اظہار مین مبالغہ کرین۔ دراصل
یہ بڑی غلطی ہے جیسا کہ حکیم عالم نے یہ امر مقتضا سے خلقت رکھا ہے کہ دنیا
مین ہر ایک شخص آپسمین ایک دوسرے کے رنج و راحت کا شریک رہے اور
کسیطرح آپس سے علیحدہ نہو ویسا ہی بنی نوع مین بھی ہر ایک قوم کو یہی تصور
کرنا چاہیے سب آپسمین ایک ہین خواہ کسی قوم کی ترقی ہو انسان کی ترقی
اوسمین ضرور ہوگی اس سے باہر نہوگا۔ اس جگہ پر ایک مثال بیان کیجاتی ہے
یعنی صدہا برس سے اہل فرانس اور اہل انگلینڈ مین عداوت تھی آپسمین ایک
دوسرے کو بنظر حقارت دیکھتے تھے اور اگرچہ مابین ان دونون ملکون کے
فقط ایک ذرا سا نالہ حائل تھا مگر تاہم اونکے باہم خرید و فروخت اور تجارت
بالکل بیفروغ تھی۔ اب کہ وہ لوگ اپنی غلطی سے متنبہ ہوے اور عوض مین
کشت و خون کے جسکی باعث سے نقصان جان و مال ہوا کرتا تھا مصالحت کی
اسلیے اب روز بروز ایک کی ترقی دوسرے کے عروج کی باعث ہوتی ہے اور
باہم دونون کا جاہ و جلال زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے

وہ لطور تمہید اون مضامین کے ہے جو اس بارہ مین اس رسالہ کے صحائف آیندہ مین نذر ناظرین ہونگے۔ اور جنمین ہم ایسے لوگون کے مختصر سوانحات درج کرینگے جو کہ حب الوطنی مین نام برآوردہ ہوگئے ہین +

خواب غزنین داستان اوّل

قندھار کے جنگل مین ایک مسافر تن تنہا گھوڑے پر سوار قدم قدم راہ طے کرتا چلا جاتا تھا کہ ایک سمت چند درخت گنجان ایک آبجو کے کنارے نظر آئے چونکہ دوپہر آچکی تھی اور دھوپ بہت تیز ہوگئی تھی مسافر کو گرمی کی تاب نہ آئی گھوڑے کو درختون کے سایہ مین اپنے قریب چرائی کو چھوڑ دیا اور خود چشمہ کے کنارے بیٹھ گیا جس طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھتا تھا سوا جنگل کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا دل پر ہیبت سی طاری ہوئی تھی غرض اس وحشت کا مکان تھا کہ وہان کی سمان دیکھنے والے کو کھائے لیتی تھی درخت اسقدر گنجان تھے کہ آفتاب کی روشنی بمشکل تمام زمین تک پہونچتی سوا ایسی جگھون کے جہان کو بلا بنانے والون نے جلانے کے واسطے لکڑیان کاٹی تھین اور کہین دھوپ کا نام تک نتھا بعض درخت اسقدر بلند تھے کہ اونکی بلندی سے تمام جنگل مہیب تھا اکثر چالیس چالیس پچاس پچاس گز اونچے تنے اونکے بیس بیس گز کی بلندی تک بے ڈال پات سیدھے سیدھے لاٹون اور میناردن کے مثال کھڑے پھر کہین شاخین اور پتیان تھا گنجان ایک دوسرے سے گوندھے اور ملے ہوئے انکے سایہ مین جنگلی ہاتھی اکثر آکر سویا کرتے مگر باین قد وقامت درختون کی بلندی کے آگے کیڑے مکوڑے معلوم ہوتے +

اگر آدمی کو قدرت خدا کی سیر منظور ہو تو بستی سے دور بڑے بڑے جنگلون مین

یا دور دست پہاڑون کی چوٹیون پر جاوے پھر تماشا دیکھے کہ ایک عالم خموشی چارون
طرف سناٹا آدم زاد کا کہین نام و نشان بھی نہین آبادی کے غل و شور زق زق
بک بک سے الگ دنیا کے علائق کا کہین وہم و گمان نہین ایسی سمان سامنے ہو
تو خواہ مخواہ عظمت و جلال خالق کی تصور مین ایک کیفیت سی انسان پر طاری
ہوتی ہے اور دل اوسکا خدا کی یاد مین محو ہو جاتا ہے مسافر پر کچھ ایسی حالت
طاری تھی اور سناٹے کے عالم مین چشمہ کے کنارے بیٹھا ہوا اوسکی لہرین گن رہا تھا
کہ یکایک اوسکے کانون مین جھاڑی کے پیچھے کی آواز آئی اور اوسکے ساتھ ایک
ڈکار کہ اوسکی ہیبت سے جنگل کانپ اوٹھا نظر جو اوٹھائی تو کیا دیکھتا ہے کہ
گھوڑا اوسکا ایک شیر ببر کے پنجہ مین پھنسا ہے مسافر نے فورًا ہی تلوار نیام سے لی
اور پیچھے سے پہونچکر ایک ہاتھ مین اوس موذی کے پچھلے پیرون کا وار اپنا را
کیا شیر نے فورًا اپنا شکار چھوڑ دیا مگر پنجہ اوسکا اس زور سے پڑا تھا اور زخم
ایسا کاری لگا تھا کہ گھوڑے کا بھی کام تمام ہو چکا تھا ماہی بے آب سا آبجو کے
کنارے پڑا تڑپتا تھا ادھر شیر کا عجب حال تھا غصے مین آنکھین لال بھبوکا
ایال کے بال تیرون کے مثال گردن پر کھڑے اس زور سے ڈکارتا تھا کہ
الامان اور سو سو بار زور مارتا تھا کہ اگلے پیرون کے بل مسافر تک پہونچے
اور اپنی کسر اس سے نکالے مگر اب بھلا اوس مین اتنی طاقت کہان باقی تھی مسافر نے
جو دیکھا کہ موذی مین ابتک سانس باقی ہے دو ہاتھ تلوار کے اور لگائے
اور شیر کا کام تمام کیا ٭

ایسے بیابان مین گھوڑے کے ضائع ہو جانے سے مرد مسافر بہت گھبرایا
چونکہ دوپہر ڈھل چکی تھی دن تھوڑا رہ گیا تھا اور پیادہ پائی سے چارہ
نہ تھا مسافر سوچا کہ اب بیفائدہ دیر کرنی چاہیے صلاح یہی ہے کہ اپنا راستہ پکڑیے

چنانچہ اوسنے ایک خورجین جو زین سے بندھی تھی کھولکر کندھے پر ڈالی اور اللہ کا
نام لیکر آگے بڑھا مگر جنگل جھاڑی کی راہ مشکلون مین طے ہوتی تھی غرض جب
تھوڑا سا راستہ بڑی دیر مین بہزار خرابی کاٹا ایک چھوٹا سا میدان اوس
جنگل مین جیسے سمندر مین جزیرہ نمودار ہوا اور اوسمین ایک ہرنی اور اوسکے
تھن تلے ایک بچہ دودھ پیتا ہوا جسکی حرکتون سے صاف ظاہر تھا کہ ایک ہی
آدھ روز کا جنا ہے مسافر ایسے اچکے مین اون تک آپہونچا کہ ہرنی مارے
خوف کے رم کر گئی مگر بچہ بھاگ نسکا اوسکے ہاتھ لگا مسافر نے خوشی خوشی آہو بچہ کو
اوٹھا لیا اور پاؤن اوسکے باندھ بغل مین دبا لیا اور اپنا راستہ لیا تھوڑی
دیر مین وہ میدان ختم ہوا اور پھر جنگل کی راہ لی مسافر نے اپنے دل مین کہا کہ
اگر رات جنگل مین کاٹنی پڑی تو اس بچے کو کباب کرکے کھاؤنگا جب شام
ہونے لگی مسافر کو یہ فکر ہوئی کہ کوئی معقول جاے تجویز کیجیے جہان رات بسر ہو
اور کچھ کھانے پینے کی ٹھور ہے اس ارادہ سے ایک طرف متوجہ ہوا تھوڑی
سی تلاش مین ایک جگہ اوسکے گون کی مل گئی ہرن کے بچہ کو تو اوسنے ایک
سوکھے ٹھنٹھ درخت کے تلے ڈال دیا اور آپ کچھ سوکھی لکڑیان جمع کین اور
دو ٹکڑون کو گھس کر آگ نکالی جب لکڑیان جلنے لگین مسافر اوٹھا کہ آہو بچہ کو
ذبح کرے اور اوسکے گوشت کا کباب لگائے کہ اتنے مین کیا دیکھتا ہے کہ
اوسکی مان تھوڑے فاصلہ پر کھڑی اپنے بچہ کی طرف حسرت کی نگاہ سے
ایک ٹک تک رہی ہے اسکو ترس آیا اور اپنے ہاتھ کو روکا ہرنی کی آنکھون
سے آنسو مانند ابر بہار جاری تھے وہ پھر اوٹھائے ٹکٹکی باندھے کبھی مسافر
کی طرف اور کبھی اپنے بچہ کی طرف دیکھتی اپنے ہونہار سے بچہ درخت کے
تلے بندھا پڑا اپنی مان کی یاد مین رہ گیا تھا دیکھتی تھی رفتہ رفتہ وہ آگے بڑھی

مسافر نے جو یہ دیکھا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا ہرنی فوراً دوڑ کر اپنے بچہ کے
پاس پہونچی اور اوس سے لپٹ کر پیار سے چومنے چاٹنے لگی جب مسافر پھر
قریب آیا تو ہرنی خوف سے کود کر پھر الگ ہو گئی مگر دور نہ ہی دو ہی چار گز
کے فاصلہ پر اپنے بچہ کے فراق مین مسافر سے نو لگائے آسرے مین کھڑی
رہی۔ اس حال کے دیکھنے سے پتھر بھی پسیجتا آدمی تو آدمی ہے کیسا ہی سنگدل
کیون نہو جب ایسا ماجرا اوسکی نظرون سے گذرے کیونکر دل اوسکا نہ بھر آئے
ع دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون - ہرنی کی مصیبت
مسافر سے دیکھی نہ گئی ترس آیا فوراً بچہ کو چھوڑ دیا اور الگ ہٹ کر چپ چاپ
تماشا دیکھنے لگا ادھر بچہ کے پیر کھلے ادھر ہرنی کو بچہ ملا اور دونون نے
جھاڑی کا راستہ لیا مگر ہرنی نے پلٹ کر کچھہ دیر اپنے محسن کی طرف اس
چتون سے دیکھا کہ اگر بے زبان نہوتی تو دعائین دیتی اور کلمہ شکر کا سناتی
پھر نظرون سے غائب ہو گئی - آج مسافر سے وہ کام بن پڑا تھا جسکے سبب
ہر نیک بندہ خدا باغ باغ ہوتا ہے - خدا نے سیکڑون نعمتین اپنے
بندون کو عطا کی ہین لیکن سب مین افضل جان ہے ادنے سے ادنے
جاندار کے نزدیک جان کے ساتھہ جہان ہے جب یہ نہین تو کچھہ نہین ہے
اس پر حضرت انسان کب مانتے ہین جانور کا تو مار ڈالنا انکے نزدیک کھیل
ہے یہ نہین سوچتے کہ حیوان کو انسان سے زیادہ زندگی مین مزہ ہے
اسلیے کہ بے زبان کو آیندہ کا خیال نہین اور نہ گذشتہ کی خبر ہے جو دم
گذرے اگر تکلیف سے نگذرے تو اسکے لیے ہزار بہشت کی لذت اوسی دم
مین ہے بقول سعدی ۔ میازار مورے کہ دانہ کش ست * کہ جان
دارد و جان شیرین خوش ست * آہو بچہ کے آزاد کرنے سے مسافر

کے دل کو عجب طرح کی بشاشی اور فرحت حاصل ہوئی پھر اوسنے اپنے خورجین
سے تھوڑا خشکہ نکالا اور جسقدر کھایا گیا کھایا اور خدا کا شکر ادا کیا اور اوس جگہ
رات لینے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ جگہ ہر گھڑی اوسکو یاد دلاتی تھی کہ یہان مجھسے
ایسا نیک کام ہوا ہے ❊

وہ رات بھی واہ عجب رات تھی چاند کی روشنی کا درختون مین سے چھن چھن کر
زمین پر پڑنا ٹھنڈھی ٹھنڈھی نرم نرم ہوا کا چلنا ہوا سے آہستہ آہستہ پتون کا
ہلنا پتون کی حرکت سے چاندنی کا زمین پر لہرانا۔ جنگلی پھولون کی بھینی بھینی مہک
نزدیک دور پرندون کی میٹھی میٹھی چہک ادھر پتون کا سایہ جنگل کی تاریکی اودھر
آسمان پر مہتاب کی روشنی رات و دن کا گویا میل۔ غرض عجب کیفیت تھی۔
اور وقت بھی وہ وقت تھا جب شہرون اور بستیون مین سناٹا ہوتا ہے
یہ تو بھلا جنگل تھا۔ ہان اس سناٹے مین کبھی کبھی شکاری جانورون کی آواز
آجاتی مگر سمان ایسا تھا کہ وہ بھی سریلی معلوم ہوتی تھی ❊

مسافر نے کچھہ پتے جمع کیے اور ایک بڑا سایہ دار درخت ڈھونڈھ کر اوسکے
تلے بچھائے اور سونے کی نیت سے لیٹ گیا یہ تو دن بھر کا تھکا ماندہ تھا
پتون کا بچھونا بھی اوس بیابان مین اوسے مخمل کا دنگل ملا پر تنہائی مین نیند
کہان آتی ہے دیر تک دن کی وارداتون کے سوچ مین پڑا جاگا کیا
جب گھوڑے کے مرنے اور اپنی پیادہ پائی اور مصیبت کا خیال آتا دل پر
ایک صدمہ سا ہوتا اور آنکھون مین آنسو بھر آتے مگر جب ہرنی کے بچہ کا
چھوڑ دینا اور ہرنی کی خوشی یاد آتی سارے رنج بھول جاتا اور خدا کی درگاہ
مین ہزار ہزار شکر بھیجتا کہ مجھسے ایسا کام بن پڑا۔ غرض کچھہ عرصہ تک
مسافر اسی حال مین پڑا رہا کبھی نیند کے مارے آنکھین جھپک جاتین

کبھی چونک پڑتا اور ہوشیار ہوجاتا آخر کار ماندگی نے زور کیا رفتہ رفتہ
آنکھیں لگ گئین اور مسافر سوگیا خواب مین اول تو دن کا سانحہ سارا آنکھون
سے گذرا کل کیفیت نظر آئی - پھر کیا دیکھتا ہے کہ جناب پیغمبر خدا
صلعم تشریف لائے ہین لباس آپ کا سفید چہرہ مبارک سے وہ نور پیدا
ہے کہ آنکھین ٹھہرتی اور فرماتے ہین کہ اسے شخص تونے آج ایک مصیبت زدہ
جانور پہ مہر کی خدا جو بے زبان اور بازبان سبکا پروردگار ہے تیرے
اس فعل سے بہت راضی ہوا - مین تجھے بشارت دیتا ہون کہ اس کار نیک
کے اجر مین خدا نے تجھے سلطنت غزنین کی عطا کی مگر یاد رکھ ایسا نہو کہ
حکومت مین تجھے گھمنڈ آجاے اور سلطنت کا مزہ تیرے دل کی نیکیون
کو مٹادے تجھے مناسب ہے کہ جو مردانگی اور کرم تونے آج اس بیزبان
کے ساتھ کیا ہے ہمیشہ اپنی رعایا کے ساتھ کرتا رہے یہ کہکے حضرت
نظرون سے غائب ہوگئے اور مسافر کی آنکھ کھل گئی گو ابھی رات باقی تھی
اور چاندنی چھٹکی ہوئی تھی پر مسافر کی آنکھ پھر نہ لگی خواب کا اثر ایسا ہی
دل پر ہوا کہ نیند رخصت ہوگئی آخر کار یہ اوٹھ کھڑا ہوا اور صبح کی تاک
مین جی بہلانے کے لیے چاند کی طرف بغور دیکھنے لگا کہ اب افق مین ڈوبتا ہے
اور اب سورج کی کرن پھوٹتی ہے اتنے مین چاند پہاڑون کے نیچے
جو دور نظر آتے تھے چھپنے لگا شبنم بہت پڑنے لگی اور ایک سفید چادر
کہر کی نمودار ہوئی اور ساری چیزین اوسمین چھپ گئین رفتہ رفتہ صبح کا سپیدہ
مشرق کی جانب سے نمود ہوا مگر مسافر کو خبر نہوئی یہان تک کہ سارا جنگل روشنی
مین ڈوب گیا کہرا پھیلا - درختون کے پتون سے شبنم کے قطرے ٹپکنے لگی
اور جہان درختون کا سایہ نتھا اور زمین نمی سے تر تھی وہان آفتاب

کی روشنی کی چمک عجب رنگ دکھلانے لگی گھاس کا ہر پتا شبنم کی قطرون کے بوجھ سے خمیدہ گویا ایسا بوجھ اوٹھانے کو اپنا فخر جانکر دانستہ سر جھکائے تھا۔ غرض ہر شئے اوسی شبنم کے جامہ مین آراستہ تھی یہان تک کہ نسیم سحری کا ایک جھوکا ایسا آیا کہ سبکا پردہ کھل گیا اور ہر شئے اپنی اصلی رنگ پر آگئی ٭

مسافر بھی ہوشیار ہوا اور جن پتون پر رات سویا تھا اون سب کو جمع کر کے جلایا اور پھر خورجین سے ایک ناریل کا حقہ نکالا اور چلم بھر کر پینے لگا جب حقہ پی چکا تو رات کے بچے ہوے چاول نکالے اور جسقدر کھائے گئے کھائے ایک طرف اوسنے رات کو کیلے کے پتے کا ایک پیالہ بناکر رکھدیا تھا اوسمین جو کچھ اوس جمع ہوئی تھی اوسے پانی کی جگہ پی لیا اور خدا کا شکر کیا ٭

بھوک کی شدت مین ٹھنڈھے خشکے نے مسافر کو پلاؤ کا مزہ دیا جب کھا پی چکا اوسنے خورجین سنبھالی اور کوچ کی تیاری کی مگر اول تیمم کر کے دو رکعتین نماز صبح کی بڑے صدق دل اور حضور قلب سے پڑھین اور آپکو خدا کی حفظ و امان مین سونپ کر وہان سے چل کھڑا ہوا۔ بیچارہ مسافر غریب الوطن بے یار و مددگار جنگل کی راہ سے ناواقف بھولتا بھٹکتا ٹھوکرین کھاتا چلا جاتا تھا لیکن رات کے خواب کی کیفیت کسی دم دھیان سے نہ جاتی تھی کسی وقت تو یہ خیال آتا کہ ہو نہو یہ الہام ربانی تھا خواب نتھا کبھی اپنے دل سے کہتا کہ یہ کیا وسواس ہے کہان تو بے نام و نشان خانمان آوارہ غریب الوطن اور کہان سلطنت غزنین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ یہ سب وہم کے شعبدے ہین خواب و خیال کی باتین کہین سچ ہوئی ہین۔ واہمہ خلاق ہر دن کی وارداتون نے میرے دل پر بڑا اثر کیا تھا نیند مین وہی باتین پھر

سامنے آئین۔ واہمہ نے اونہین کچھہ اپنی رنگ آمیزیان کین ایک نیا سوانگ بنا دکھایا نہین تو کہان ذات پاک سرور کائنات کہان تو گنہگار۔ غرض سو طرح مسافر اپنے دل کو سمجھاتا تھا اور معقول کرتا تھا کہ خواب کے افسانہ پر دھیان دینا حماقت ہے مگر خواب کی کیفیت اوسکے سر سے نہ نکلی تھی ❊

اگرچہ مسافر کو جنگل کی ٹیڑھی ٹیڑھی راہون سے بہت تکلیف تھی پر گرتا پڑتا اجہال صابر اور شاکر چلا جاتا تھا تھوڑی دیر مین ایک ایسی جا سے پہونچا جہان جنگل کاٹ کر کچھہ زمین کشادہ کی گئی تھی۔ کہ یکایک اوسکی نظر آٹھہ آدمیون پر پڑی کہ الاؤ کے گرد جمع ہین کوئی حقہ پیتا ہے کوئی روٹی کھاتا ہے کوئی بیٹھا ہے کوئی زمین پر لیٹا ہے۔ مسافر کا ماتھا ٹھنکا اور چاہا کہ اولٹا پھر جائے پھر یہ خیال آیا کہ اگر یہ لوگ دشمن ہین تو اب انسے بھاگنا بے سود ہے تمھین اونہون نے دیکھہ لیا ہے اور چھوڑنے کے نہین جنگل کا چپا چپا اونکی اونگلیون پر بنا ہے تم محض ناواقف ہو جب چاہین گے تمھین ڈھونڈھہ نکالین گے اس سے بہتر یہ ہے کہ خدا پر تکیہ کرکے ان لوگون سے بیدھڑک گفتگو کرو دیکھو تو خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے یہ سوچ کر مسافر مردانہ وار اون لوگون کے پاس گیا اور اونسے رستہ پوچھا۔ اونمین سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور مسافر کے قریب آنکر قہقہا مارا اور کہا کہ میان مسافر یقین ہے کہ تمکو اپنا سفر اسی جا سے پر ختم کرنا بُرا معلوم ہوگا بیشک مجھے بڑا معلوم ہوگا اگر تم مجھے راہ بتا سکو تو خیر ورنہ مجھے باتین کرنے کی فرصت نہین ہے ❊

ڈاکو بہت خوب لیکن دستور یہ ہے کہ جو مسافر اس جنگل مین ہوکر جاتا ہے وہ اپنے حفاظت کے واسطے راہداری وغیرہ دیا کرتا ہے"❊

مسافر راہداری کے نام تو مین ایک پھوٹی کوڑی نہ دونگا" ❊

ڈانکو سنو صاحب کیا تم تن تنہا آٹھ آدمیون سے مقابلہ کر سکو گے ہم لوگ یہان اپنی چالاکی سے رہتے ہین جب موقع ہاتھ آتا ہے تو راہ چلتون سے کچھ وصول کر لیتے ہین ورنہ جنگل کی پیداوار پر زندگی بسر ہوتی ہے جو کچھ تمھاری خورجین مین ہے وہ ہم ضرور لین گے علاوہ نقد مال کے اگر کچھ کھانے پینے کی چیز ہوگی وہ بھی نچھوڑین گے - یہ بات یاد رکھو کہ جب ہم کوئی چیز طلب کرتے ہین تو ہم انکار نہین سنا کرتے ہین *

مسافر یہ کہیے تو مین قزاقون کے پالے پڑا *

ڈانکو "ہان پھر" *

مسافر "پھر یہ کہ اگر سات آدمیون کے عوض سو آدمی تمھاری پیٹھ پر موجود ہون جب بھی مین تمکو ٹکا نہ دونگا" وہ قزاق خوب ہنسا اور اپنے یارون کی طرف خطاب کر کے بولا *

"اس شخص کو دیکھو کہ ہاتھ پانون ہلائے بغیر لٹنا نہین چاہتا بس اگر یہ سیدھی زبان سے نہین مانتا تو ہمکو خواہ مخواہ کچھ اور فکر کرنی پڑیگی" پھر مسافر سے کہنے لگا "میان جانے بھی دو اپنی پیٹھ پر سے اس بدصورت کو دور کرو دیکھو تو سہی کیسا برا معلوم ہوتا ہے ذرہ بے کسی بوجھ کے تن کھڑے ہو کہ ہم دیکھین تم کیسے سیدھے جوان ہو" *

"مسافر نے جواب دیا جان کی کیا اصل ہے اگر خدا کی مرضی یون ہے تو بسم اللہ مین اپنے مال کی حفاظت مین جان دینے کو موجود ہون اوس شخص کو مرنے کی کیا پروا ہے جسنے آجتک دنیا مین مصیبت کے سوا راحت کا منہ نہ دیکھا ہو اور نہ آیندہ سوتے نصیبون کے جاگنے کی کچھ امید رکھتا ہو - گو تم قزاق ہو اور قزاقون کی سنگدلی مشہور ہے پر ہوشیار ہو تم اوسے روک تے ہو جو اپنا سر ہتھیلی پر لیے پھرتا ہے -

یہ کہکر مسافر ایک درخت سے لگ کر کھڑا ہو گیا اور تلوار کھینچکر کہا کہ جب تک میرے دم مین دم ہے بیشک لڑونگا مسافر کی دلیری اور بیباکی سے قزاق بھی دنگ تھے کہ اکیلا آدمی آٹھہ جوانون سے لڑنے کو تیار ہے *

غرض اوسکا زعم مٹانے کے لیے ایک نے انمین سے ایک تیر ایسا تاک کر لگایا کہ مسافر کا داہنا ہاتھہ چھیدتا ہوا درخت مین جا تراز و ہو گیا مسافر نے فوراً تیر کو کاٹ کر ہاتھہ اپنا نکال لیا اور چاہا کہ ایک قزاق پر تلوار چلائے پر ہاتھہ بے قابو ہو کر گر پڑا اور پھر نہ اوٹھہ سکا قزاقون نے دوڑ کر تلوار اوس سے چھین لی مگر جب خورجین کو تلاش کیا تو اوسمین کچھہ نپایا ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا اور جھنجلا کر خورجین کو تو اونھون نے الگ پھینک دیا اور مسافر کو برا بھلا کہنے لگے کہ ایسی بے اصل چیزون پر جان دینے کو مستعد ہو گیا *

پھر اوس قزاق نے جسنے مسافر سے باتین کین تھین اپنے ہمراہیون سے کہا دیکھو یارو اسکے پاس ٹھکانہ نکلا لاؤ اسکے ذریعہ سے کچھہ روپیہ کمائین ہاتھہ پیرون سے یہ شخص بہت اچھا ہے بردہ فروش محنتی آدمی کے اچھے دام لگا دینگے پھر مسافر سے کہنے لگا میان مسافر صاحب ہم آپ کے لیے کوئی آقا ایسا ڈھونڈھ نکالینگے جو آپ کے ہتھکنڈون کی قدر کرے اور اپنی پیٹھہ کا بوجھہ آپ کی پیٹھہ پر لادنے کے لیے ہمارا منہہ میٹھا کرے اوسوقت ہم آپ کو رخصت کرینگے ادھر آؤ جبتک تمھارے ہاتھہ کا زخم اچھا نہین ہوتا تب تک تم ہمارے پاس رہنا بعد اوسکے تمکو دوسرے گھر کا رستہ بتایا جائیگا *

پھر مسافر بیچارے کے ہاتھہ اوسکی پگڑی سے جکڑ دیے گئے اور چار ناچار دو جوانون کے پہرے مین اوسے بھی قزاقون کے ساتھہ چلنا پڑا *

پانچ منٹ کے عرصہ مین اوس گھنے جنگل کے اندر کئی جھونپڑی نظر آئے یہ جھونپڑے

جنگل کی لکڑیون کے بنے ہوئے تھے اور آگے اونکے ایک چھوٹا سا صحن مربع صاف کیا ہوا تھا جسمین ڈاکو بیٹھکر صلاح مشورہ کرتے یا پکاتے کھاتے ہر شخص کا الگ الگ جھونپڑا تھا جسمین وہ اپنے لڑکون بالون سمیت رہا کرتا چونکہ مسافر کے رہنے کو کوئی جھونپڑا خالی تھا اونھین میں سے دو جوان لگ گئے اور دو گھنٹے مین ایک نیا جھونپڑا بنا کر کھڑا کر دیا شکل اوسکی یہ تھی کہ ایک چھوڑے سے درخت کے سایہ مین ہاتھ بھر کے فاصلہ پر بانس گاڑ دیے اور لانبی لانبی کھپاچین اون بانسون مین باندھین جس سے ایک طرح کی جالی سی بنگئی اور اوس جالی کے خانون کو خشک گھاس اور چوڑے چوڑے پتون سے بند کر دیا ۔ چھت کے بدلے قدرتی چھت درخت کی شاخون پتون کی موجود تھی کوڑا کرکٹ جو کچھ تھا وہ سب صاف کر لیا اور مکان تیار کر دیا ؀

نفس کی تین قوتون کا بیان

جس قوت کے سبب سے انسان کو نیک و بد تمیز اور تحصیل علم کا شوق پیدا ہوتا ہے اوسکا نام قوت تمیز ہے اور باعتبار اسی قوت کے نفس انسانی کا خطاب نفس ناطقہ ہے اور جسکی تحریک سے آدمی کو نفیس نفیس چیزون کے کھانے پینے اور نکاح وغیرہ کی ہوس ہوتی ہے اوسکا نام قوت خواہش یا قوت شہوت ہے اسیواسطے نفس انسانی کا لقب نفس بہیمی بھی ہے اور جسکے سبب سے دشمن کو مارنے یا مخالف پر غالب ہونے یا اپنے مرتبہ کے ہونے کی رغبت ہوتی ہے اوس قوت کا نام غضب ہے اس قوت کی وجہ سے نفس انسانی کو نفس سبعی بھی کہتے ہین دوسری اور تیسری قوت مین حیوان مطلق بھی شریک ہین یعنے اللہ تعالے نے یہ دونون قوتین حیوانون کو بھی عطا فرمائی ہین الا قوت تمیز انسان (ہی) کے حصہ مین آئی ہے

دیکھو حیوانون کو بسبب غلبۂ قوت شہوی کے کھانے کی بری یا بھلی اور اپنی
یا پرائی چیز کی تمیز نہین ہوتی ہے اور انسان کو اپنی پرائی حرام حلال مفید مضر وغیرہ
سب چیزون کی تمیز ہوتی ہے اسیطرح بباعث غلبۂ قوت غضبی کے حیوان ہر کسیکو
مار بیٹھتے ہین اور انسان بجز دشمن کے اور کسیکو ایذا نہین پہونچاتا پس اسکا
سبب یہ ہے کہ انسان کو قوت تمیز حاصل ہے اور جانور اس سے بے نصیب ہین
جن آدمیون کو امور مذکورہ کی بھی تمیز نہو اونکو انسان سمجھنا خطا ہے گو وہ
بصورت انسان ہون الا اون کا درجہ حیوان مطلق سے بھی بدرجہا کم ہے
کیونکہ حیوان مطلق تو بباعث نہونے تمیز کے مجبور ہین اور جو انسان بھی باوجود
تمیز کے ایسی حرکتین کرے تو کمال شرم اور غیرت کی جگہ ہے۔ حاصل کلام کا
یہ ہے کہ انسان علم تحصیل کرے تا کہ امتیاز برے بھلے کامون کی رہے +
اوپر بیان کیا گیا ہے کہ نفس انسانی کو تین قوتین حاصل ہین پس جب کہ ان
تینون کا استعمال درجۂ اعتدال پر ہوتا ہے تو منجملہ اونکے ہر ایک قوت سے
ایک ایک فضیلت یعنے بزرگی پیدا ہوتی ہے اور بخلاف اسکی کمی وبیشی استعمال
سے رذیلتین پیدا ہوتی ہین فضیلتون کی تفصیل اسطرح پر ہے کہ قوت تمیز
کی تہذیب یعنی درجۂ اوسط کے استعمال سے فضیلت حکمت اور غضب کی اصطلاح
یعنے استعمال میانہ سے فضیلت شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی
یعنی تہذیب سے فضیلت عفت حاصل ہوتی ہے بدین نظر قوت تمیز کے
مہذب یعنی درجۂ اوسط کی استعمال کرنے والے کو حکیم اور قوت غضب کے مہذب کو
شجاع اور قوت شہوت کے مہذب کو عفیف یعنی پارسا کہتے ہین اور تینون
ان قوتون کے مہذب کو عادل اور عادل کے فعل کو عدالت تصور کرتے ہین
کیونکہ عدالت کے معنے برابر کرنے کے ہین پس جو شخص ان تینون قوتون کا

استعمال برابر کریگا تو گویا ہر فعل اوسکا داخل عدالت ہے اس سے ثابت ہوا
کہ چوتھی فضیلت عدالت ہے الا جب تک کوئی شخص تمام ان قوتون کی ایک کا
استعمال بھی کم یا زیادہ کرے گا وہ عادل نہین سمجھا جائیگا حکمت صحیح حال جاننا
موجود کا بقدر طاقت بشری کے ہے اور اوسکی دو قسم ہین علمی اور عملی جیسا کہ اوپر
بیان ہوا شجاعت وہ چیز ہے کہ قوت غضب نفس ناطقہ کی مطیع ہو کر اوسکو
خوف و خطر کے مقام پر ایسا ثابت قدم رکھے کہ کسیطرح اوسکا اضطراب یا گھبراہٹ
ظاہر نہو اور عقل کے اچھے کامون کی طرف میل کرے اور عفت وہ ہے کہ
قوت شہوت مطیع نفس ناطقہ کی ہو کر حسب راے اوسکے عمل کرے تاکہ اچھی خلقین کا
اثر اوسمین پیدا ہوجائے اور عدالت وہ ہے کہ سب قوتین متفق ہو کر
نفس ناطقہ کی فرمانبرداری کرین تاکہ عادل ہر ایک قوت کی مختلف خواہشون
کی کشمکش سے محفوظ رہے اور رعنائی طبع نہ بڑھے اور سب اوچھے انجام پائین
مخفی نرہے کہ جب تک ان سب فضیلتون کا فائدہ کسی دوسرے کو نہ پہونچے
تب تک اہل فضیلت لائق مدح کے نہین ہین ہوا اسیلیے بہت خرچ کرنے والے کو
جس سے کہ فائدہ نہو سخی نہین کہتے ہین بلکہ فضول خرچ سمجھتے ہین ؛

اشاعت تعلیم کے فوائد

تاریخ ۲۴ ستمبر روز شنبہ جلسہ تہذیب مین منشی کالی پرشاد صاحب وکیل و
سکرٹری صیغہ تعلیم انجمن مذکور نے ایک لکچر نسبت کارروائی سررشتہ تعلیم ہند
کے سنایا منشی صاحب کی راے مین چھوٹے چھوٹے انگریزی مدرسون کا ہونا
بیکار ہے اور تعلیم زبان فارسی بھی صرف بڑے بڑے کالجون اور مدرسون
مین رکھنا چاہیے اور عطاے وظائف مین سرکار کی زیادہ فیاضی موجب ترقی

وافزایش تعلیم عمدہ کی ہوگی ❁
بعد ختم لکچر کے جناب فیض مآب ولیم کیپر صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر اودہ پریسیڈنٹ جلسۂ تہذیب نے کلمات ذیل بطور اسپیچ زبان مبارک سے ادا فرمائے ❁
واضح ہو کہ پہلے مرتبے اس جلسہ میں بہ حیثیت پریسیڈنٹ جلسۂ ہذا ایسا عمدہ لکچر سنکر بڑی خوشی حاصل ہوئی صاحب لکچر نے وہ امور بیان کیے ہین جو نسبت ترقی تعلیم اودہ ظہور مین آئے ہین درحقیقت اودہ مین تعلیم کی ترقی خوب ہوئی مگر تاہم ترقی کو گنجایش ہی اور اس امر مین اگر روسا و رعایا متوجہ کیے جاوین تو بہتر ہو آپ ایسے لوگون کے سامنے کہ جو فوائد تعلیم سے خود ماہر ہین کچھ ضرورت اس بیان کرنے کی نہین ہی کہ تعلیم کسقدر وسعت ہی اور یہ امر کہ کوئی شخص اپنی تمام عمر مین کل علوم حاصل کرلے کیا ناممکن اور بیکار خیال ہی جو شخص کہ زیادہ تعلیم یافتہ ہو اوسکو عموماً زیادہ انکسار ہونا چاہیے کیونکہ وہ سمجھ سکتا ہی کہ مجکو جناب باری کی انتہا علم کے مقابل مین کسقدر کم علم ہے جو شخص کہ تھوڑا سا لکھنا پڑھنا سیکھ لیتا ہے مگر تعلیم کا جو حق ہی اوس سے بہرہ یاب نہین ہوتا تو ایسا شخص خود پرستی اور غرور مین بھولا رہتا ہے کیونکہ اوسکی چھوٹی سی عقل اپنی اصلی جہالت اور ناواقفیت کو نہین سمجھ سکتی ہی پس جو شخص علم اور فضل سے بالکل خالی ہوتا ہی وہ سب سے زیادہ خود بین اور مغرور اور خود پسند ہوتا ہی اور جسقدر زیادہ وہ نادان اور احمق ہوتا ہی اوسیقدر زیادہ نخوت اوسمین ہوتی ہے ۔ اب اگر ایسا بے علم شخص غریب ہوا تو وہ متعصب ہوتا ہے اوسکو صحیح خیالات نہ تو دنیا کے معلوم ہوتے ہین کہ جسمین وہ رہتا ہی اور نہ اوس سلطنت کی کہ جسکا وہ تابع ہی اور چونکہ تمام بنی نوع کا کچھ نہ کچھ سبب ضرور ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ سبکو معاملات پیش آتے ہین پس ایسے بے علم آدمی کہ جو ہیچ سے بالکل ناواقفیت

رکھتے ہین اور جنھین کوئی ذریعہ راست و دروغ مین تمیز کرنیکا نہین ہوتا ہے وہ جو کچھ قصہ کہانی ادھر ادھر سُن لیتے ہین اوسکو فوراً باور کر لیتے ہین اور خود مطلب پوجاریون اور مذہبی عالمون کے پھندون مین پھنستے ہین یا چالاک دھوکا باز لین دین والون کے شکار ہوتے ہین چالاکی اونکی نزدیک بڑا ہنر ہوتا ہی اور جہان کہین یہ حال ہوتا ہی وہان راستی مفقود ہو جاتی ہے اور جہان راستی نہین رہتی آدمی کو آدمی کا اعتبار نہین رہتا ہے اگر بے علم آدمی مالدار ہوا تو اوسکا حال اور بھی خراب ہوتا ہے اپنے علاقہ کے انتظام کی لیاقت نہ رکھنے کی وجہ سے چالاک کارندون کے ہاتھ سے تباہ ہو جاتا ہے اور غرضمند اور خوشامدی لوگون کے کلمات چاپلوسی سُنکر جو کچھ حکم وہ دیتا ہے وہ بہ نسبت اوسکے فائدہ ذاتی کے زیادہ تر کارندون کے مفید مطلب ہوتا ہی اور چونکہ اوسکو کوئی اچھا ایسا شغل نہین ہوتا کہ جسمین وہ اپنا دل بہلا دے اسواسطے وہ اکثر بالکل عیش و عشرت مین پڑ جاتا ہی اور اس سے آخر کو یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ بہت جلد بدنامی اور بے عزتی کی قبر مین پھونچتا ہے ✤

پس ہم سب کو چاہیے کہ تحصیل علم کی عمدگی اور ضرورت اشد کا یقین سب کے دلون مین پیدا کرانے مین کوشش کرین تاکہ لڑکون کے باپ اپنے لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم کو اپنے اوپر فرض سمجھین اور زمیندار اور طالع ور آدمی اس امر کو خوب دیکھین کہ رعایا کیلیے انتظام تعلیم موجود کیا گیا ہے اور رعایا خود اس امر کو معلوم کرے کہ انسان کی تندرستی اور بہبودی کا حصول ویسا ہی ضرور ہی جیسا کہ روٹی اور یہ کہ جو باپ اپنے لڑکے کی تعلیم کے اہتمام سے انکار کرے وہ ویسا ہی خراب ہی جیسا کہ کوئی شخص اپنے لڑکے کو روٹی دینے سے انکار کرے ✤

بعد اس اسپیچ کے جناب علم پرور کالن برننگ صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے تقریر ذیل فرمائی ✤

ہم اپنے تئین بہت خوش نصیب سمجھتے ہین کہ اودہین آنے پر اسقدر جلد ہمکو
ممبران جلسۂ ہذا سے ملاقات کا موقع ملا سر رشتہ تعلیم ہند کی ترقی اور اشاعت
کی نسبت یہ مضمون جو سنایا گیا ہے اوسکے سننے کا استحقاق جو ہمکو دیا گیا اوس سے
ہمکو اور زیادہ خوشی ہوئی اس جماعت کے سامنے ہمکو ضرور نہین ہے کہ تعلیم کے فوائد کو
ہم بتفصیل بیان کرین اونکا اقرار سب کو بخوبی ہے لیکن اگر اس بارہ مین ہم کچھ
کہین بھی تو وہ یہ ہے کہ ہر ایک آدمی اپنے ذاتی تعلیم کے فوائد پر زیادہ تر توجہ
رکھتا ہے بہ نسبت اسکے کہ قوم کی تعلیم کے فوائد پر غور کرتا ہو اور طرہ یہ ہے کہ تعلیم
کے قومی فوائد بہت بڑے ہین مقام غور ہے کہ گریٹ برٹن کا رقبہ ہندوستان
کے دسوین حصہ کے برابر ہے مگر اس چھوٹے سے ملک کی آمدنی ہندوستان کی
آمدنی سے بہت زیادہ ہے یہ کہنا کچھ مبالغہ نہین ہے کہ انگلستان ہندوستان سے
زیادہ دولتمند ملک ہے اور وجہ اوسکی صرف یہی ہے کہ عرصہ دراز سے وہان کے
لوگ ہمہ تن اسپر مصروف ہین کہ اپنے اسباب معاش کو اور تدبیرات حصول مال کو
بڑھاوین اور باوجود اسکے انگلستان کی زمین ویسی زرخیز نہین ہے جیسی کہ
ہندوستان کی زمین ہے مگر تاہم کشتکاری پر جو توجہ ہوتی ہے اوسکے سبب سے
جو پیداوار گریٹ برٹن مین فی ایکڑ ہوتی ہے وہ بحساب اوسط ہندوستان کی
فی ایکڑ پیداوار سے زیادہ ہوتی ہے گورنمنٹ ہند اس امر سے بخوبی واقف ہے
کہ تحصیل علم سے لوگ دولتمند ہوتے ہین اور ایک بیگھہ زمین مین جسقدر آدمی
پرورش پاتے ہین اوتنی ہی زمین علم کی وجہ سے زیادہ لوگ پرورش پاسکتے ہین
اور یہ صرف عمدہ کاشتکاری سے نہین بلکہ زمین کے اون مادیات پر توجہ کرنے سے
بھی حاصل ہوتا ہے جو کاشتکاری سے متعلق نہین ہین مثلاً یہان کے معدنیات
وغیرہ کی نسبت اہتمام کیا جاوے ہندوستان کا لوہا انگلستان کے لوہے سے

بڑھکر ہوتا ہے لیکن انگریزی لوہا تو تمام دنیا مین بکتا ہی اور زندگی کی تمام ضروریات
بلکہ تکلفات ولذائذ کے معاوضہ مین جاتا ہی اور ہندوستانی لوہا اس ملک کی
ضرورت کے موافق بھی نہین ہوتا ہی بھلا غور تو کیجیے کہ اسکا سبب کیا ہی کہ ریلوے
کی کمپنیان ولایت سے لوہا منگاتی ہین اور پھر وہ لوہا جو اکثر ممبران جلسہ کی
گاڑیون مین لگا ہوگا اور تمام چاقو جو آپ لوگون کے کام آتے ہین اور کاغذ جسپر
آپ لوگ لکھتے ہین وہ سب خاص کر انگلستان ہی سے آتا ہی ہندوستان تمام
دنیا کے سب سے غریب ملکون مین سے ہے مگر خرچ مین درحقیقت سب سے زیادہ
مسرف چنانچہ بعوض اسکے کہ ہندوستان اپنے لیے نہین سب سامان شائستگی
پیدا کرے یہان سے پیداوار کاشتکاری ان سامانون کے عوض مین ہر چہار
طرف بھیجی جاتی ہی۔ حال مین ممالک متوسط مین چاندا و بلاس پور کے قریب
کوئلے کی کانین ملی ہین کہ جنمین نہایت عمدہ اور بافراط کوئلا نکلے گا رائے پور
کے قریب سیسہ کی بھی کان ملی ہی پس دیکھنا چاہیے کہ کسقدر دولت ہندوستان
کے آدمیون کے واسطے موجود ہے اس دولت عظیم کے حاصل کرنے کے لیے
کہ جو اللہ تعالی نے ان افراط سے بخشی ہے صرف یہ ضرور ہے کہ لوگ ہوشیار
اور اچھے تعلیم یافتہ اور کفایت شعار ہون پس اگر تعلیم کے فوائد ان نظرون
سے دیکھے جاوین تو یہ ایک امر قومی اور ملکی ہے نہ کہ سرکاری اگر لوگ اسمین
شریک نہونگے تو سرکار سے اسکا انجام بخوبی نہین ہوسکتا سرکار سے بہ نسبت اسکا
زیادہ خرچ مانگنا گویا اسکو زیادہ ٹکسون کے باندھنے کی صلاح دینا ہے
انگلستان مین ہم لوگون کے یہان تمام مدارس اور کالج اور تمام وظیفجات کہ
جنکی وجہ سے ایک حقیر سے حقیر پیشہ ور اور غریب سے غریب رعیت کا لڑکا وزیر
اعظم اور بڑی سے بڑی عدالت کا حاکم ہوسکتا ہے یہ سب لوگون ہی کی فیاضی

اور تجارت کے نتیجے مین زمانہ قدیم مین شہرون اور قصبون کے حاکمون نے
اور مالدار سوداگرون و کامیاب سپہ سالارون نے اسکول اور کالج مقرر کرکے
وقف کیے اور ایسا انتظام اونکے مصارف کا کر گئے کہ اونکی وفات کے بعد
وہ ہمیشہ قائم رہے *
اون لوگون نے اسکا بھی انتظام کیا کہ اونکا روپیہ بطریق مناسب صرف ہو
جسقدر قابل آدمیون کی عیش و آرام کے لیے چھوڑ دیا جاوے وقف کرنیوالے کا
اصل منشا پورا ہوا اور جائداد وقف شدہ لوگون کی ترقی تعلیم کا باعث ہو نہ کہ
اونکی خرابی اور بربادی کا - یہ امر نہایت درجہ قابل غور ہے کہ جس جائداد وقفی
سے بیکار آدمیون کی پرورش ہو وہ فائدہ بخش نہین ہے بلکہ ایک اصلی نقصان
اور خرابیون کا ذخیرہ ہے پس اس صورت مین ہر ایک ممبر جلسہ ہذا مستدعی ہون
کہ وہ اپنے ہموطنون کی تعلیم مین مددگار ہون ہر ایک آدمی کی مدد گو ظاہر مین
بمقابلہ اصل ضرورت کے کم ہوگی لیکن ملی ہوئی اور مستقل تدبیرین اس ملک کے
تمام لوگون کی تعلیم کو بہت جلد بدرجہ کمال پہونچا دینگی جیسا کہ مین نے ان تھوڑے
اور نیازمندانہ کلمات کے شروع مین کہا ہے ویسا ہی پھر کہتا ہون کہ مین
یہان آپ سب لوگون کی ملاقات سے بہت خوش ہوا امید رکھتا ہون کہ ایسے
بہت سے موقع مجھے دیے جاوینگے *

تقدیر اور تدبیر کی لڑائی

شکر ہے اوس بیچون و چرا کا کہ جسنے عنصر بے بہا سے ایسے ایسے نادرات
پیدا کرکے گران بہا کیا کہ جنکی توصیف کا کلمہ جن و ملک صبح و مسا کہتے ہین
اور واسطے جلوہ اور آسایش اونکے چرخ نیلگون پیدا نہا کر انجم ارض

خوبصورتی سے ہوئے کہ جنکی زینت اور تجلی سے باشندگان زمین کو ظلمت شب
مین جو کہ بباعث گردش ارضی کے ہوتی ہی روشنی عطا فرمائی اور کشتی عمر ناپیدا کنار کو
اور بحر ہوا سمندیا کے چلایا اور انسان ضعیف البنیان کو جوہر نطق و علم مرحمت
کر کے اشرف المخلوقات گردانا اسی علم کے ذریعے سے انسان ہزارہا طرح کے
منصوبے اور مشورے کر کے اپنے دلی مقصدون سے کامیاب ہوتے ہین اور
صدہا طرح کے مضمون پر از فصاحت و بلاغت اپنی عقل آرائی سے جمع کر کے کتابیت
تیار کرتے ہین مگر ایسے کامون مین بیشتر ہی سے علم کا سیکھنا ضرور ہی بغیر علم کے
عقل کچھہ کام نہین کر سکتی اور بغیر علم کے عقل صدہا کامون سے باز رہتی ہی اسی لحاظ
سے سرکار انگریز بہادر نے ہر ایک شہر و قصبہ و مواضعات مین مدرسجات مقرر کرائی ہین
تاکہ کوئی شخص علم ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم و بے نصیب نہ رہ جاوے چنانچہ بندہ نے
بھی شہرہ فیاضی سرکار دولتمدار کا سنکر مدرسہ باندہ مین پڑھنا شروع کیا اور بعد
چند روز کے اعانت جناب منشی بشیشر دیال صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع
فیض آباد کے تحصیل علوم مروجہ نارمل اسکول کر کے اب اس درجہ کو پہونچا کہ موضع
التفات گنج کا مدرس ہون۔ قصہ مختصر ایک روز کا ذکر ہے کہ مین حسب معمول مدرسے
مین اپنے کاروبار مین مصروف تھا کہ یکایک ایک شخص صاحب علم و ذی لیاقت
مدرسے مین آکر اور مجکو سامع کر کے یون کہنے لگا شعر حصول علم سے کیا ہو جو کم
سو قسمت ہی ؛ مین سر نوشت پڑھون اب کتاب کے بدلے ؛ یہ شعر آبدار اوس
شخص کی زبان سے سنکر تمام اسکول کے لڑکے بھر اگئے اور آپسمین کہنے لگے
کہ معلوم ہوتا ہے مقدم قسمت ہی تدبیر کچھہ کام نہین کرتی یہ حال دیکھکر مجکو کمال گھبراہٹ
اور تردد پیدا ہوا اور سوچنے لگا کہ کسی تدبیر سے اسکو سیدھا کرنا چاہیے غرضکہ
مین اسی خیال مین تھا کہ ایک طرف سے کار پردازان عقل یعنی فکر و تدبیر وغیرہ آپہنچے

وگمان ووہم مع تحریر وتقریر بلازمان علم کے سب اپنی اپنی لشکر جرار لیکر حاضر ہوے
اور طرف ثانی یعنے قسمت کیجانب سی بھی صبر وتحمل و برداشت وغیرہ اپنی اپنی افواج
لیکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے اور قریب تھا کہ نوبت بہت جلد جنگ وجدل
وکشت وخون کی پہونچے کہ یکایک ایک قاصد عقل کا جسکا نام غور تھا مع مختار نامہ عام
وخاص کے میرے پاس حاضر ہوا اوس پروانہ مین علاوہ اختیار دہی تمام کاروبار کے
یہہ بھی لکھا تھا کہ جتنے نوکر سرکاری ہین اون سب پر مین نے تجکو اختیار کلی عطا فرمایا
علے ہذا القیاس وسمرو کی پاس بھی ایک قاصد قسمت کا جسکا نام سستی ہی پروانہ نحوست
نشامہ اختیار یابی کا لایا غرضکہ پروانہ کے دیکھتے ہی میری طبیعت بشاش ہوئی
خوشی بے قیاس ہوئی خاطر مسرور ہوئی رنج وکلفت سب دور ہوئی دل نے کہا
اگر ایسی حکومت مین اوسکا جواب باصواب ندیا تو تیرے حمق مین کسکو کلام ہوگا
کون ایسا ہی کہ تجکو احمق نہ کہیگا پھر مین نے اوس شخص کی طرف متوجہ ہوکر یہ کہا
کہ بھائی قسمت کی کیا تاب وطاقت ہی کہ اگر کوئی شخص ہنر مفیدہ حاصل کرے اور
پھر اوس سے کچھ حظ نہ اوٹھاوے مگر ہان قسمت کی مشہور ہونے کا یہ باعث ہی
کہ جو لوگ غفلت شعار ہین اور محنت ومشقت کے نتیجہ سے بھاگتے اور اوس سے
ناتجربہ کار ہین وہی لوگ ثمر محنت سے بے بار ہین مگر ایسے شخص سیکڑون ہین دو چار
ہین اون لوگون کی کوئی امید بباعث غفلت روحانی وسستی وکاہلی جسمانی کے
اگر پوری نہوئی تو بے ساختہ زبان پر لائے کہ یہ بات ہماری قسمت مین لکھی تھی کہ
ہم اس نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ مند ہوتے اور اوسکے حاصل ہونے سے کچھہ حظ
اوٹھاتے اور چند روز بے فکری سے بسر کرتے ہای ہای کیسی بری قسمت ہے مگر
یہ نہین سمجھتے کہ یہ بات ہماری تکاسلی وتغافلی سے ہوئی ہے لاؤ اب بھی چالاکی اور
ہوشیاری سے کام کرین کہ پھر نہ ایسی مصیبت مین مبتلا ہون یہ سب باتین سنکر کہنے لگا

اوس شخص کو کسیقدر حوصلہ بحث کلام باقی تھا مگر سستی نے جو کہ قسمت کی طرف سے
قاصدی کا کام کرتی تھی اور ہر حال مین ہم پیالہ اور ہم نوالہ رہتی تھی اوسکو بولنے ندیا اور
یہ کہنے لگی کہ ابھی وہ شخص کیا کیا بیان کرتا ہے اور مین نے موقع پاکر ایک حکایت
شنیدہ مانند دیدہ کے کہی جس سے رہا سہا بالکل حوصلہ اوسکا پست ہوگیا اور
پھر مجال گفتگو کرنے کی نرہی گویا گھڑا گراندی پورب سے پچھم کو بہی یعنی اوسکو تو
امید میرے پست پا ہونے کی تھی مگر یہ بات برعکس اوسکی توقع کے ہوئی حکایت
ذکر ہے کہ ایک فقیر تن حقیر ہمیشہ گداگری کرتا جیتا نہ مرتا ڈھونڈتا نہ ترتا شہر بشہر مانگ کر
کھاتا تھا کہ دن رات کی دوڑ دھوپ سے دو چار روپیہ بھی ہاتھ آگئے تھے اتفاقاً
ایک روز کسی نکسی تقریب سے اوسکا گذر ایک صحرا سے پرخار مین ہوا تو کیا دیکھتا ہے
کہ ایک لومڑی بے دست و پا نہ طاقت رفتار کی نہ توانائی گفتار کی زمین کے ایک غار
مین پڑی تھی فقیر کو اوسکے حال پر رحم آیا اور ایک جگہ بیٹھکر تاسف کرنے لگا اور
کہنے لگا کہ خدایا اسکو غذا کہان سے ملتی ہوگی کہ اتفاقاً شیر دلیر نے ایک جانور صحرائی کو
پنجہ مین دبوچ اور پر و بال نوچ اوس لومڑی بیچاری کے پاس لاکر رکھدیا اور آپ
ایک طرف کو راہی ہوا یہ حال دیکھکر فقیر تن حقیر بولا واہ کیا قدرت اوس مسبب الاسباب
کی ہے کہ لومڑی ایسی ناچیز جانور کو کھانے کو دیتا ہے تو کیا ہمکو جو انسان اشرف المخلوقات
ہین ندیگا یہ سوچکر وہ بھی ایک غار مین جا کر بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ دیکھین کب
ہمارے واسطے روزی آتی ہے آج تقدیر آزمائی کرتے ہین غرض اسی امید مین
چار پانچ روز کا عرصہ گذر گیا مگر کچھ آب و دانہ نصیب نہوا بلکہ اگلی پونجی بھی ہاتھ سے
گئی یعنے زور و تاب و طاقت و توانائی - دیکھو انسان کو ہرگز ہرگز اکیلی قسمت پر
نہ رہنا چاہیے کیونکہ قادر مطلق نے انسان کو دست و پا گوش و ہوش اسواسطے
عطا فرمائے ہین کہ آیندہ و گذشتہ کو سوچ اور سمجھکر کام کرین اور اسواسطے نہین کہ

قسمت کے بھروسے بیٹھے رہیں اگر قادر مطلق کو یہی کرنا ہوتا تو ایسے ایسے اعضائے رئیسہ کو کیوں بخشتا +

سیر و سیاحت

اس زمانہ میں ریل اور تار برقی کی بدولت انسان جو کام نکرے وہ کم ہو اور جو دل کے خوصلہ نکالے وہ اوسکا قصور ہے انسان کی عمر اور زندگانی کا بڑا فائدہ اور حظ یہ ہے کہ اسکی بدولت دنیا مین بہت سے کام کیوے بہت جگہ دیکھے لیوے بہت سے لوگون سے ملاقات کرے اور بہت کچھ سیکھے اور جانے چنانچہ ان سب چیزون کا مایہ بہیات وقت ہی اور ہر وقت انسان اسی آرزو مین رہتا ہی کہ میرا وقت یعنی عمر زیادہ ہو اور بہت دنون اس دنیا مین زندہ رہون کیونکہ جسقدر وقت اور پیمانہ عمر انسان وسیع ہوگا اوسیقدر وہ اس دنیا مین زیادہ تر کام کریگا بہت سا عالم دیکھیگا بہت سے دوست اور آشنا بناویگا اور بہت کچھ علم و ہنر حاصل کریگا +

غرض اکثر کام ایسے ہین کہ جو انسان بیشتر ہفتون اور مہینون مین کرتا تھا وہ اب اس ریل اور تار کی بدولت گھنٹون اور دنون مین ہوتے جاتے ہین یعنی اگر انسان چاہے تو وہ اب اوسی عرصہ مین اوس کام کا سوگنا کر سکتا ہے اور اوسی نام کا سوگنا نام اوسے حاصل ہو سکتا ہے - مدعا یہ کہ اگر اصل کیفیت کو انسان دیکھے تو گویا اسکے ذریعہ سے مخلوق کی عمر اور زندگانی زیادہ ہوگئی اور اس سے زیادہ اس دنیا مین کوئی چیز تصور نہین کیجاتی پس ان بڑے تجربہ کاران اور خیر اندیشان بنی نوع سے جسقدر ہو سکے فائدہ اوٹھاوے اور سب سے اول فائدہ یہ ہے کہ جسقدر فرصت ہو سکے دنیا کی سیر و سیاحت کرے -

ہم خصوصاً اپنے اودھ کے دوستون سے کہتے ہین کہ اب آپ لکھنؤ سے خواہ کلکتہ
جاوین خواہ ملتان خواہ بمبئی خواہ دکھن جاوین سب جگہ بخوبی تمام و آسانی تمام
گھنٹون اور دنون مین پہونچ سکتے ہین اور جہان مہینون کا کام دنون اور گھنٹون
مین طے کیجیے گا اور سکے ساتھ نہ مال کا خوف ہے نہ جان کا۔ نہ چور ملتا ہے نہ ڈاکو
جدھر چاہیے تھوڑے صرف مین گھوم آئیے اگر یہان کی سیر کا شوق ہو تو
آدمی لکھنؤ سے کانپور ۴۲ میل کے آہنی رستے سے کوئی پونے تین گھنٹہ مین
سات آنہ پیسے دیکر بآسانی پہونچ سکتا ہے اور وہان سے اگر چاہے تو قنوج اور
فتحگڈھ وغیرہ جاکر وہان کی بھی سیر کر آسکتا ہے ٭

کانپور سے ۸۶ میل اٹاوہ ہے یہان صاحب ساڑھے چار گھنٹہ مین پہونچتا ہے اور
اٹاوہ سے آگرہ ۷۱ میل تین گھنٹہ مین۔ آگرہ اوتر کر متھرا بندرابن۔ گوالیار بھرتپور
وغیرہ مین اور سواریون کے ذریعے جہان چاہے وہان جاکر پھر آسکتا ہے
آگرہ سے دہلی تک کوئی ایک سو میل ہے اور آدھی رات کے چلے ۹ بجے دن تک
بآرام تمام پہونچ سکتے رستے مین بڑے بڑے مقام علیگڈھ بلند شہر اور غازی آباد
ہے اور جس جس جگہ کی سیر منظور ہو وہان مسافر بخوبی اوتر سکتا ہے اور
سیر سپاٹا کر کے دوسری ٹرین مین پھر چڑھکر آگے بڑھ سکتا ہے یہان تک
صرف کوئی ساڑھے چار روپیہ ریل مین صرف ہونگے اور ہندوستان کا قریباً
ایک ثلث عرض دیکھنے مین آویگا۔ غازی آباد سے دہلی دوسری ریل مین سوار
ہونا ہوگا اور یہان سے سروکار دوسری کمپنی ریل سے ہوتا ہے یعنے کانپور
سے یہان تک کی ریل کی مالک ایسٹ انڈیا ریلوے کمپنی تھی اور یہان سے
ملتان تک دوسری کمپنی ہے جسے سندھ پنجاب اور دہلی ریلوے کہتے ہین
دہلی کی سیاحت کر کے مسافر پھر غازی آباد آتا ہے یہان سے ۳۴ میل میرٹھ شہر ہے

اور شہر کی اسٹیشن کے بعد ۳ میل پر چھاونی کا اسٹیشن ہے اور یہان سے مسافر
نینی تال - مرادآباد - مشہور و معروف مقامات جاکر دیکھ آسکتا ہے - میرٹھ شہر سے
انبالہ شہر تک ۱۲۶ میل کی سڑک کوئی ۶ گھنٹہ مین طے ہوتی ہے - رستہ مین مظفر نگر
سہارنپور - اور انبالہ کی چھاونی یہ سب نامور مقام ملتے ہین رورکی یا کوہ منصوری
کے دیکھنے کا اگر شوق ہو تو سہارنپور سے علیحدہ ہو جاوے اور اگر شملہ پہاڑ کی
ہوا دماغ مین سمائی ہو تو انبالہ مین اتر پڑے ؛

انبالہ سے لودھیانہ چار گھنٹے مین ٹرین پہونچتی ہے اور یہان سے فیروزپور کا
رستہ لگا ہے لودھیانہ سے چلکر کوئی پانچ گھنٹے مین امرتسر مین اوتار ہوتا ہے - رستہ مین پھلور
جلندھر شہر اور چھاونی ملتی ہے - امرتسر پہونچکر مسافر کو بٹالہ - گورداسپور -
مادھوپور - بالم پور - اور کانگڑہ جوالامکھی جی وغیرہ مقامات مشہور کی سیر بخوبی ہو سکتی ہے
اور اگر لاہور جانا ہو تو کشمیر وغیرہ کا رستہ بھی لگا ہوا ہے - دو گھنٹے سے بھی کم مین
امرتسر سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر لاہور پہونچتا ہے اور اگر فوج وغیرہ کی چھاونی دیکھنی ہو
تو ڈیڑھ کوس پہلے میان میر مین اوتر پڑے - لاہور پہونچکر گوجرانوالہ - وزیرآباد
سیالکوٹ - جہلم - راول پنڈی - کوہ مری یا مری - ہزارہ - اٹک - پشاور
کوہاٹ - وغیرہ مقامات معروفہ جہان جانا ہو وہان کی راہ لیوے ؛

لاہور سے ملتان ۱۰ گھنٹہ کا رستہ ہے اور فاصلہ دو سو آٹھ میل کا ہے رستہ مین
ضلع مانٹگمری ملیگا اور ملتان سے آگے ۱۱ میل اور شیرشاہ تک ریل ہیگی ؛

ان سب مقامات مین جہان جاہے ریل کے ذریعہ سے اسباب پارچہ وغیرہ بھی
پہونچتے ہین لکھنؤ چھوڑکر مسافر جب کانپور پہونچیگا تو یہ ایک عمدہ تو خیر گلزار مقام
تجارت اور کاروبار کا معلوم ہوگا - سب طرح پورب پچھم اور اودھ وغیرہ کا بیوپار
جمع ہوتا اور بدلتا ہے اور عموماً یہان کل عالم تجارت کا بڑی رونق اور سرگرمی کرتا ہے

کانپور مین قابل دید پتلی گھر ہے بغیر اسکے دیکھے کانپور چھوڑنا بڑی غلطی ہے
اس پتلی گھر مین کل سامان کپڑہ بنانے کا موجود ہے اور خودبخود دھوین اور کلون
کے ذریعہ سے روئی بھی صاف ہوتی - پونی بھی اوسکی بنجاتی - کت بھی
جاتا ہے کتکے کُکڑیان بھی بنجاتی - تاگا سب صاف بھی ہوجاتا - اور پھر تانا
بانا بھی آپ ہی پھیلجاتا اور بُننے لگتا ہے اور سب بن بناکر تھان بھی خودبخود
انھین کلون سے صاف ہوکر لپٹے اور تہ کیے جاتے ہین - ایک ایک کل کے
پیچھے صرف ایک ایک آدمی یا لڑکا ہے اور وہ اکیلا اسی ڈیڑھ سو
سو آدمی کا کام لیتا ہے - یہ ایک بڑا کارخانہ کانپور مین مسول صاحب کا ہے
ہزار روپیہ کا سوت یہان روز نکلتا ہے اور زین کا کپڑہ اور ماریکین کے تھان
اور دھوتیان وغیرہ بخوبی طیار ہوتی ہین ✤
اسکے بعد کمپنی کا باغ جہان ۱۸۵۷ع کا گنج شہیدان ہے اوسکی سیر بڑی عبرتناک
اور حیرت انگیز ہے - باغ اور سبزہ کی بڑی بہار ہے ✤
کپڑے کی کل کے سوا تیل کی بھی کل یہان چلتی ہے اور آٹا پیسنے کی کل اور
نہر کی صورت و سامان بھی قابل دید ہے ✤
آگرہ بہو شکل اور قسم کی پوشاک انداز زبان اور طبائع ملتی ہین ہندو زیادہ
بنئیے طبیعت اکثر کی - کوچون کے پتھرون مین جابجا کندہ ہین سڑکین کشادہ
اور پتھر کے مکانات اور عموماً پتھر کی کثرت - بازارون مین رات کے لیے
لالٹینین آویزان - عورتون کی پوشاک عجیب مہمل - زبان مین برج کا زیادہ
اختلاط - سب لوگ تجارت اور کاریگری مین مشغول - فقیر گدا گر نام کو نہین
ملتے - پانی عموماً کھاری ہے - صرف دو تین جگہ میٹھا اکثر جمنا سے چھکڑون
اور بیلون پر آتا ہے چھکڑون کو آدمی کھینچتے ہین - سواری بیل کی گاڑی کی

اور اوسٹون کی ڈاک گاڑیان بکثرت متھرا وغیرہ کی طرف آتی جاتی ہین ۔
لوگون مین اکثر اتفاق ہے ۔ جب کسی محلہ مین کوئی جشن جلسہ وغیرہ کرنا ہوتا
فوراً چندہ پھیلایا جاتا ہے اور سب بخوشی دیتے ہین لوگ عموماً خوش و خرم ہین
اور کاچھی کرمیون کے لڑکے سونے کی بالیان اور کنٹھی پہنے ملتے ہین اسکے بعد
تعمیرات عمدہ جو دنیا مین یادگار ہین اونکے دیکھنے سے ایک اور عالم معلوم ہوتا ہے
سب سے اول تاج گنج کی سیر ہے اوسکو دیکھا خدا کی بڑی قدرت اور کاریگرون
کی عجیب صنعت معلوم ہوتی ہے سنگ مرمر کی افراط اور اوسپر انواع انواع رنگ
وروپ کے اور اور پتھر جڑ کر جو نقش و نگار نکالے ہین اور سب مکانون کو گویا
مرصع کیا ہے یہ اور کل عمارت عالیشان پتھرون کی بے نظیر جالیان مینار کی
۱۶۵ زینون کی بلندی ۔ باہر باغ کی فزا ۔ دروازون پر قران شریف کی آیتین
سنگ موسی کے حرفون سے بخط نسخ جمائی ہوئی یہ سب عجیب و غریب نظارے کیا
حاصل ہوتی ہین ۔ روضہ کے اندر تہ خانہ مین میان بی بی کی قبرین ہین اور
پہچان اونکی موافق رسم قدیم یہ ہے کہ عورت کی قبر پر تختی اور مرد کی قبر پر قلمندان
سنگ مرمر کا بنا ہے ۔ اسکے بعد لب جمنا اعتما دالدولہ آصف جاہ کا باغ نہایت
فزا اور لطف کا باغ ہے اسی شخص کے اہتمام سے تاج گنج کا روضہ بنا ہے
اور اوسکو بنا کر اسنے یہ باغ تعمیر کیا ہے اسکے اندر جو روضہ بنا ہے وہ اگر
عمدگی کار اور خوبی نقش و نگار مین تاج گنج سے زیادہ نہین تو کم بھی نہین ہے
گو ظاہر مین چھوٹا ہے مگر عمدگی اور کاریگری مین اگر بیس کہا جاوے تو زیادہ نہین ہے
شہر سے پانچ میل پر سکندرہ واقع ہے یہ مقام کچھ تو اس سے مشہور ہے کہ
اسمین اکبر بادشاہ کی قبر ہے اور کچھ اسواسطے کہ یہان غدر کے پہلے ایک بڑا بھاری
چھاپہ خانہ تھا اکبر بادشاہ کا مقبرہ بڑا بھاری اور اغل بغل قبر کی اونکی چار زکون کی

قبرین ہین - کل عمارت مین سنگ مرمر کی افراط ہے تاج گنج کے موافق مختلف
اقسام کے پتھرون سے گل و بوٹے لگائے ہین مقبرہ کے اوپر چارون طرف
۲۳۴ شعر پتھر پر کندہ ہین اور انسے بہت سا تاریخی حال اکبر بادشاہ کا معلوم ہوتا ہے

بقاے روح بعد فناے جسم خاکی

یہ مسئلہ بھی ایسا دقیق ہے کہ بڑے بڑے عاقلون کی عقلین اسمین دنگ ہین
جمیع اہل ملت و اصحاب نحلت کا اسپر اتفاق ہے کہ بعد موت کے روح ایک
محل خاص مین رہتی ہے اور اوسپر ایک حالت مخصوصہ طاری رہتی ہے جسے
عذاب و ثواب یا رنج و راحت سے تعبیر کرتے ہین مگر پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ روح
کیا چیز ہے اور اسکو جسم سے کیا نسبت ہے اور اسے خدا نے کیون اور کس غرض
سے پیدا کیا ہے - پس واضح ہو کہ روح ایک جسم لطیف مانند ہوا کے ہے جسکا
محل و مسکن قلب ہے - یہ ہوا منافذ و عروق کی راہ سے قلب سے تمام اعضا
و جوارح مین جاتی ہے اور اونکی حس و حرکت اور حیات کا باعث ہے روح
انسان کے جسم مین مثل بادشاہ کے ہے اسکا پایۂ تخت یعنے محل سکونت
قلب ہے اور اسکے خادم دنل قوتین ہین جنھین اس سے وہ نسبت ہے
جو بادشاہ کو فوج سے ہے وہ دنل قوتین حواس خمسہ ظاہریہ اور حواس خمسہ
باطنیہ ہین جنکی تفصیل کتب حکمت مین لکھی ہے بقاے روح پر جو ادلہ و براہین
کتب اہل اسلام و ہنود مین مذکور ہین اونکا بیان کرنا عبث و بیکار ہے کیونکہ
جس مسلمان یا ہندو کو اپنے علوم سے ادنی واقفیت بھی ہے وہ اون دلائل
سے واقف ہے مگر ہمین اس مقام پر علماء فرنگ کی راے اور اونکے
دلائل اس مسئلۂ دقیق پر بیان کرنا مقصود ہے چنانچہ علماے مذکورین مین سے

ایک صاحب اڈیسن نامے جنکی کتاب اسپکٹیٹر (نزہتہ الناظرین) نہایت
مشہور اور مضامین لطیف و دلچسپ اور خیالات عالی سے مملو و مشحون ہے
اس مسئلہ کی اثبات مین دلائل مرقومۂ ذیل لکھتے ہین جنسے بخوبی ظاہر ہے کہ
دانایان فرنگ کا پایۂ تحقیق معقولات مین بھی اوسی درجہ کو پہونچ گیا ہے
جس مرتبہ کو طبیعات اور ریاضی اور اور علوم ظاہریہ مین پہونچا ہے۔
مگر بیشتر یہ سمجھنا چاہیے کہ جن دلائل عقلیہ کو اڈیسن صاحب نے لکھا ہے
بلکہ نفس مسئلہ بقاے روح دو اصول عظیمہ پر موقوف و مبنی ہے۔ اول وجود
باری تعالے عز اسمہ۔ دوم عدل باری تعالے اگر ان دو باتون کو نہ تسلیم کیجیے
کہ دہریہ اور منکرین وجود واجب الوجود عالم کو قدیم و غیر مخلوق جانتے ہین اور
اوسکے وجود کو بخت و اتفاق کی طرف منسوب کرتے ہین نہ صانع فعال کی طرف
یا مثل جبریہ کے جو سب خیر و شر اور حق و باطل کو حق تعالے کی طرف منسوب
کرکے اوسے ظالم ٹھہراتے ہین ایسے لوگون کے نزدیک روح کا بقا دلائل
ذیل سے نہین ثابت ہوسکتا یہ آرٹکل اڈیسن صاحب جو ذیل مین لکھا جاتا ہے
بڑے معرکہ کا آرٹکل ہے اور زبان زد خلائق ہے۔

قولہ کل ایک مضمون کو سوچتے سوچتے ایسے مسئلہ کا خیال آگیا جسمین غور
و خوض کرنے سے میرے دل کو فرحت ہوتی ہے اس سے میری مراد
مسئلہ بقاے روح ہے کل عجیب اتفاق ہوا کہ مین ایک دوست کے باغ مین
تنہا سیر کر رہا تھا کہ اس مسئلہ کا جو خیال آگیا تو بس اسی خیال مین غرق ہوگیا
اور تمام دلائل و براہین کو اپنے دل مین نظر سرسری سے دیکھ گیا تو معلوم ہوا
کہ یہ مسئلہ وہ اہم مسئلہ ہے جسپر کل اخلاق کا دار و مدار ہے اور بڑی بڑی امیدون
اور خوشیون کا موقوف علیہ ہے کیونکہ نیکو کارون کو جو اپنی نیکی کے ثمرہ

پانے کی امید ہے اور اوس امید پر وہ مصائب و آلام دنیا کو بخوشی گوارا کر کے
اپنی نیکی سے دست بردار نہین ہوے اپنی ساری عمر عبادت خدا مین لبسر
کر دیتے ہین اور سارا مال اوسکی راہ مین لٹا دیتے ہین نفس امارہ سے جہاد
کرتے ہین اور یہ جہاد ایسا جہاد ہے کہ جسکا قدم اسمین نہ ڈگا اور جو اس راہ مین
شہید ہوا اوس سے بڑھکے جوانمرد اور بہادر کوئی نہین ہے۔ غرض اولیاء اللہ
اس دنیاء فانی کی لذات کو ترک کرکے جو گوشہ نشینی اور خلوت گزینی اختیار
کرتے ہین اور طرح طرح کی مشقت و صعوبت اپنے اوپر گوارا کرتے ہین تو آخر
یہ سب کس امید پر فقط اس امید پر کہ اس دنیا سے فانی مین جسقدر رنج و غم اور تعب
و مشقت سہا جاسے سہلین اور اسکی عوض مین اوس عالم باقی مین سرور
جاودانی اور لذت غیر فانی حاصل کرین۔ غرض ایسی ایسی خیالات میرے ذہن مین
خطور کر رہے تھے کہ یہ دلیلین بھی اوسی وقت ذہن مین آئین۔ اول روح
کی حقیقت سے اور مجرد عن المادۃ ہونے سے اوسکا بقا ابد الآباد تک ثابت
ہے اور اگرچہ بساطت یعنی عدم مادیت روح اوسکے عدم فنا کی علت تامہ نہین ہے
مگر اوسکا مادہ سے خالی ہونا ایسا پایہ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ اوسمین
قیل و قال اور چون و چرا کا مقام نہین۔ دوم جو خواہشین اور خیال بھی ہے
کہ روح اپنی بقا کو بہت دوست رکھتی ہے اور فنا کے تصور سے بے چین اور
متالم ہوتی ہے اور خیالات جاودانی کے خیال سے کیسی خوش اور بشاش ہوتی ہے
اور نیکی کرنے سے اوسے ایسی کیفیت اور لذت باطنی حاصل ہوتی ہے کہ وہ
بیان نہین ہوسکتی اور ارتکاب معصیت سے ایسا رنج و الم ہوتا ہے کہ اوسکا
اظہار نہین ہوسکتا ہے ان باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسکے واسطے بقا ہے
نہین تو یہ سرور و فرحت اور یہ پریشانی اور بیقراری اوسے خود بخود کیون ہوتی۔

سوم ذات کبریائی خود بقاے روح کی دلیل ہے کیونکہ حق تعالے جل شانہ عادل
وحکیم ورحیم وصادق القول وموفی العہد ہے پس عقل سلیم اسے کیونکر گوارا
کرسکتی ہے کہ ایسا عادل اور حکیم اور صادق ثواب وعذاب کا وعدہ کرکے
نیکون کو نیکی کرنے کی طمع دے اور بدون کی بدی کا عوض کچھہ اس دنیا مین لے
اور پھر جب وہ یہان سے رحلت کرجائین تو اونکا جسم تو فنا ہو ہی چکا ہے
اب جو کچھہ عذاب ثواب ہوگا وہ تو روح ہی پر ہوگا اگر اوسے بھی فنا کردیا تو
پھر جزا وسزا کسے ملیگی اور حق تعالے کا عدل ورحم کہان رہیگا۔ یہ تین دلیلین
بقاے روح کی بہت عمدہ ہین مگر ان سب سے بہتر اور قوی تر یہ دلیل ہے
کہ روح ہمیشہ ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور اسکی ترقی کی کچھہ انتہا نہین اور اقصی
مدارج کمال پر اس مدت قلیل مین پہونچنا غیر ممکن ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ
یہ ابد الآباد تک رہیگی اور یونہین ہمیشہ ترقی کرتی چلی جائیگی کیونکہ ترقی کرنا اور
طلب کمال کلی یعنی اوس درجہ کمال کو پہونچنا کہ اوس سے تجاوز غیر ممکن ہو یہ
روح کو لازم اور اسکی ذات سے غیر منفک ہے اور یہ ترقی دائمی اسکی بقاء ابدی پر
موقوف ومنوط ہے۔ سمجھنے کی بات ہے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ جس روح مین
یہ وسعت اور یہ استعداد ہو کہ الی غیر النہایۃ ترقی کرتی چلی جاے اور کمال پر
کمال اور شرف پر شرف اور فضیلت پر فضیلت ابد الآباد تک حاصل کرتی جاے
وہی روح کتم عدم سے عیز وجود مین آتی ہے بالکل فانی ومعدوم ہوجاے۔
ذرا اپنے دل سے پوچھیے کہ ایسے بے انتہا کمالات اور بے حد فضائل حاصل
کرنے کی قوت اور استعداد اس جوہر لطیف کو مبدء فیض اور مبدع عالم نے محض
عبث وبیکار عنایت کی ہے یہ بات تو حیوانات مین صادق آسکتی ہے کہ
اونکی ارواح محدود ہین اور عرصہ قلیل مین جو کمالات اونھین حاصل ہوجاتی ہین

پھر اگر ہزار برس وہ جئین تو بھی اوس حد سے تجاوز نہین کر سکتے۔ پس اگر روح انسانی بھی اسیطرح سے مدارج صعود اور منازل ترقی پر رک جاتی اور اگر انسان کے قوائے نفسانیہ مدرکہ مثل حیوانات کے اوس مرتبہ کمال کو پہونچ جاتی کہ اوس سے تجاوز ممکن نہوتا تو البتہ عقل سلیم اس بات کو جائز رکھتی کہ روح انسانی بھی مثل ارواح وبئیہ دحوش وبہائم کے طرفۃ العین مین بالکل نیست ونابود اور معدوم ومفقود ہوجاتی۔ لیکن کون ایسا ناانصاف اور کور باطن ہوگا جو اس امر کو جائز رکھیگا کہ وہ اشرف المخلوقات جسکا نفس ہمیشہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور فضائل وکمالات درجہ بدرجہ حاصل کرتا جاتا ہے اور اپنے صانع کی صنائع جمیلہ وبدائع جلیلہ اور حکمت محکمہ وقدرت کاملہ کے آثار وعلامات دریافت کرتا جاتا ہے مگر ابتک اس بحر ذخار اور اس دریائے ناپیداکنار کی تھاہ نہین پائی بیچ مین غوطہ کھارہا ہے غرض ایسا اشرف المخلوقات چشم زدن مین بالکل فنا ہوجائے لاواللہ عقل سلیم اسے ہرگز نہین قبول کرتی۔ اس دنیا مین جو آدمی کو خیال کیجیے اور اوسکے حال پر نظر کیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہان خدا نے فقط نسل بڑھانے کو اوسے بھیجا ہے آدمی اپنا خلیفہ یعنے قائم مقام مقرر کرکے اور اپنی جگہہ اوسے دیکے دنیا سے کوچ کرجاتا ہے وہ زندگی سے لذت اوٹھانے کو نہین پیدا ہوا بلکہ اورون کو حیات بخشنے کو پیدا ہوا ہے البتہ جانورون کی روح اگر جلد فنا ہوجائے تو کچھہ تعجب کا مقام نہین ہے کیونکہ اونھین تو حق تعالے جل شانہ نے انسان کے واسطے پیدا کیا ہے اور جس غرض سے اونھین خلق کیا ہے وہ زمانہ قلیل مین نکل آتی ہے مگر انسان کے پیدا کرنے سے جو مقاصد واغراض متعلق ہین اونکی تکمیل اس عمر چندروزہ مین نہین ہونے پاتی کہ کوس الرحیل بج جاتا ہے نہ اس عمر قلیل مین وہ اسقدر علم ومعرفت حاصل کرتا ہے جسقدر اوسکے نفس کو وسعت

واستعداد ہے نہ اوسے اتنی مہلت ملتی ہے کہ اپنے شہوات نفسانیہ کو مغلوب
کرکے وہ مرتبہ صفائی قلب اور طہارت و ذکاوت نفس کا حاصل کرے جسکے حاصل
کرنے کی استعداد اوسکے نفس کو ہے۔ بھلا ایسا ہوسکتا ہے کہ ایسا حکیم مطلق
اشرف المخلوقات واعز الموجودات کو ایسے خفیف امر کے واسطے پیدا کرے
اور اوسے ایسی ایسی لیاقتین اور ایسی ایسی قوتین عنایت کرے جنکی تکمیل
و توسیع ابد الآباد تک ہوسکتی ہے مگر یہ سب لیاقتین اور قوتین دم بھر مین خاک
مین ملجائین۔ وہ حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ جو از بسیط خاک تا طارم افلاک
اور از ثرے تا ثریا ہر ذرہ سے ہویدا اور ہر شئے سے پیدا ہے اور جسکا مظہر اتم
انسان ہے وہ تو جب ہی راسخ و مستحکم اور اکمل و اتم سمجھی جائیگی جب کہ اس دنیا ئے
فانی کو مہمان سرا اور مزرعۃ الآخرۃ سمجھین اور یہ خیال کرین کہ انسان کی نسلین
جو مثل امواج دریا کے دم بھر ٹھہر کے فنا ہوجاتی ہین اونھین اس عالم فانی مین
فقط ایک شمہ اوس فضیلت و کمال کا حاصل ہوتا ہے جو جناب باری تعالے نے
اونکے واسطے مخصوص کیا ہے اور بعد چندروز کے ملک بقا کی طرف رحلت کر جاتی ہین
جہان کی آب و ہوا اونکی طبیعت کے موافق ہے اور جہان وہ ابد الآباد تک پھولین پھلینگے
میرے نزدیک کسی خیال سے آدمی کے دل کو اسقدر فرحت و سرور نہین حاصل
ہوتا ہے جیسا کہ اس امر کے تصور سے ہوتا ہے کہ روح ہمیشہ معارج فضائل اور
منازل کمالات پر صعود اور ترقی کرتی جاتی ہے مگر اقصے مدارج تک کبھی نہین
پہونچتی۔ روح کی نسبت یہ خیال کرنا کہ یہ قوت پر قوت اور کمال پر کمال حاصل
کرتی جاتی ہے اور اسکی قدر و منزلت اور عظمت و وقار ابداً و سرمداً و خالداً مخلداً
متزائد و متکاثر ہوتا جائیگا اور یہ فضیلت پر فضیلت اور شرف پر شرف اور نور پر نور
اور معرفت پر معرفت حاصل کرتی جائیگی ان خیالات سے انسان کا دل خواہ مخواہ

فرحناک اور بشاش ہوتا ہے بلکہ غور کیجیے تو خود حق تعالے کی رضا اسی مین ہو
کہ میرے بندے میری نظر رحمت کے سامنے سرسبز و کامیاب ہون اور رزائل
و ادناس اور قبائح و ارجاس سے طاہر و مطہر ہوکر اور محاسن جمیلہ و فضائل جلیلہ
و سجایاے رضیہ و خصائل مرضیہ و کمالات غیر متناہیہ حاصل کرکے میرا تقرب حاصل
کرین اور مرتبہ علیہ قاب قوسین او ادنی کو پہونچ جائین۔ اللہم اللہ یہ مرتبہ سواے
ارواح مقدسہ انبیا و اولیا کے اور کسی کو کاہے کو حاصل ہوگا۔ میرے نزدیک فقط
ایک یہی خیال کہ روح محدود کمالات غیر محدود حاصل کرسکتی ہے اطفاء نائرہ حسد کو
جو نفوس دنیہ اور قلوب مظلمہ مین مشتعل رہتا ہے اور تخمید نائرہ کبر کو جو مغروران خود بین
اور متکبران کم ظرف کے سینہ پر کینہ مین افروختہ رہتی ہے کافی ہے اسواسطے کہ
بشر کا تو کیا ذکر ملائکہ کروبین بھی جنکا مرتبہ باعتبار نوریت کے انسان خاکی سے
بہت بڑھا ہوا ہے خوب جانتے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ انسان
کی روح بھی ایسی کامل اور نورانی اور پاک ہوجایگی جیسے وہ خود ہین بلکہ روح
انسانی اوس درجہ کمال کو بھی جو ملائکہ مقربین کو حاصل ہے نقص سمجھیگی یہ سچ
کہ نفوس عالیہ مدارج علو و معارج کمال مین صعود کرتے جاتے ہین مگر یہ جانتے ہین
کہ ہمارا مرتبہ کیسا ہی عالی ہو آخر کو نفوس دنیہ بھی بتدریج ہمارے ہم پایہ ہوجاینگے
اور بھی عظمت و وقار جو آج ہمین حاصل ہے اونھین بھی حاصل ہوجایگا پھر ایسا غرور
و تمکنت و عجب و نخوت براے چہ ؟

سبحان اللہ روح انسانی کو نظر باطنی اور چشم حقیقت سے دیکھیے تو کیا کیا خزانے
نیکیون اور حکمت و معرفت کے اسمین جمع ہین اور کیسے کیسے فضائل و کمالات کا
منبع ہے جنکے واسطے کبھی زوال نہین آدمی کو ابتک نہین معلوم کہ میرا مرتبہ
کیا ہوجایگا اور نہ وہ عظمت و رفعت اوسکے ذہن مین خطور کرسکتی ہے جو عالم باقی مین

اوسکے واسطے مخصوص رکھی گئی ہے روح کو اپنے خالق سے وہ نسبت ہے
جو خطوط متوازیہ مین ہوتی ہے کہ جا ہو اونھین جہانتک بڑھاتے چلے جاؤ مگر
وہ کبھی نہ ملین گے پس اس سے بڑھکر کیا فخر و مباہات کی بات ہوگی کہ انسان
ضعیف البنیان یوماً فیوماً وساعۃً فساعۃً خالق کون و مکان کا تقرب حاصل کرتا جاتا
اور اوسکے لقا کی آرزو مین سراسیمہ آگے بڑھا چلا جاتا ہے مگر پھر جو مڑکر
دیکھتا ہے تو اللہ اکبر ابھی منزل معرفت اور جادۂ عرفان کی ایک شمہ مسافت
بھی نہین طے کی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ مگر جو مشکلین
اس راہ مین ہین وہ اسکے سالکون سے کوئی پوچھے ہم نفس پروردون کو
کیا معلوم بیت شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین حائل + کجا دانند
حال ما سبکباران ساحلہا +

کذب کی مذمت صدق کی مدحت

بدو خلقت انسان سے دروغ گوئی کی ممانعت شدید ہوئی امم سابقہ پر تاکید
اکید رہی چنانچہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر جھوٹ بولنے کی
ممانعت فرمائی بمصداق۔ راستی موجب رضاے خداست + سچ بولنے کی
ہدایت فرمائی۔ روایت ہے کہ ایک اعرابی مستفیض خدمت ہوکے مشرف باسلام ہوا
اوسنے عرض کیا کہ وہ شخص پنج عیب شرعی مین مبتلا ہے۔ قماربازی شیر انجواری
زناکاری۔ چوری۔ دروغگوئی کا خوگر ہو گیا ہے اسمین سے ایک ترک کرسکتا ہے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ بولنے سے توبہ کرو خوش ہوا اور توبہ کی جب مکان پر گیا
اور خدام نے شراب حاضر کی اور سامان عشرت مہیا ہوا چاہتا تھا کہ حسب عادت
شراب پیے اور عیش و نشاط مین مصروف ہو خیال آیا کہ کل جو بارگاہ رسالت مین

حاضر ہونگا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیفیت شب استفسار کرینگے جھوٹ سے
تو توبہ کی ہے سچ کہنا پڑیگا اوسوقت حد شرعی جاری ہوگی نہایت خواری ہوگی
شراب وزنا سے بھی توبہ کیجیے - کچھ دیر کے بعد قمار باز جمع ہوے اور بساط بچھائی
اوسوقت بھی اسی خیال سے جوے سے احتراز کی نوبت آئی پھر ہم مشربان
سارق نے گھیرا اونسے بھی مونھہ پھیرا صبحدم حاضر ہو کے ماجرائے شب
عرض کیا سچائی نے جملہ افعال مذموم سے تائب کر دیا پس مدت دراز تک
اہل اسلام راست باز رہے کذب و فریب سے محترز رہے اور تعلیم اطفال مین اسکا
لحاظ رکھتے تھے اطفال کو جھوٹ بولنے پر زجر کرتے تھے اسی طرح ہنود کی
کتابون مین جھوٹ بولنے کو گناہ عظیم لکھا ہے بلکہ ہر ملت اور ہر مذہب والونے
دروغگوئی کو برا سمجھا ہے الا اس آخر تیرہ صدی مین دروغگوئی کا مملکت
ہندوستان مین ایسا رواج ہوا ہے کہ کوئی شخص اسکو برا نہین سمجھتا ہے
بعض تو دروغگوئی کو وسیلہ رزق سمجھتے ہین کتنے بلا سود جھوٹ بولنے کے
عادی ہو گئے ہین اور پیشہ ور تو جھوٹ کے پتلے بنے ہین اسوجہ سے ہندوستانیونکا
اعتبار نہین رہا ہے اور یہی امر اہل ہند کی بے توقیری کا باعث ہوا ہے طرفہ یہ کہ
دیکھتے ہین کہ کوئی شخص جھوٹ سے کامیاب مقصد نہین ہوتا ہے بلکہ جب
پیش حکام کسی مقدمہ مین دروغ بیانی ثبوت پاتی ہے تو سزا سخت دیجاتی ہے
اوسپر تنبیہ نہین آتی ہے نہ طریقہ تعلیم سے دروغگوئی کا انسداد کیا جاتا ہے پس یا
اگر حکام صرف دروغ کا انسداد کرین تو غالب ہے کہ جملہ افعال قبیح ترک ہو جائین اور
اس امر کو پہلا سررشتہ تعلیم مین رواج دین اور طلبہ کو جھوٹ بولنے پر زجر کرین
پھر اہل پیشہ پر تاکید ہو کہ وہ قیمت خریدار سے کہین جس سے کم نہ لیوین جب
جم غفیر راستی پر آئیگا تو اور لوگون سے بھی یہ عیب دور ہو جائیگا غالب ہے

جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی و نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ
کہ جنکو تعلیم علوم و تہذیب اخلاق عامہ اہل ہند کا خیال ہے اگر جھوٹ کے نقصان
اور سچ بولنے کے فوائد پر غور فرماینگے تو ضرور اوسکے انسداد کا خیال لاینگے
اوسوقت جرائم کی نہایت قلت ہوگی حکام کو تنقیح و تحقیق مقدمات مین زیادہ دقت نہوگی

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

یہ مصرع کتنا سچا ہے مگر افسوس ہے کہ اسپر کوئی عمل نہین کرتا۔ ہمارے اہل وطن
خصوصاً اہل لکھنؤ وقت کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے۔ اہل دولت گنجیفہ بازی کنکوے بازی
چانڈو مدک اور ایک سب سے بڑی بازی مین اپنا بیش بہا وقت ضائع کرتے ہین
دو تین سے روپیہ کا وثیقہ گھر بیٹھے چلا آتا ہے کسکی بلا پڑھنے لکھنے مین سر مغزن
کرے ساہ جی کے پانچ ہزار قرض ہین بنیے کے سو روپیہ چڑھے ہین کنکوے والی کے
کے دو سے باقی ہین۔ غرض کہ نواب صاحب کا بال بال قرضدار ہے
گھر مین فاقے ہو رہے ہین جب کسی قرضدار نے تقاضا کیا فرمایا کہ بھئی
گھبراؤ نہین اگلی تنخواہ مین تمھارا حساب بیباق کر دینگے جب وہ تنخواہ بھی
اوڑا دی تو دوسری تنخواہ کا وعدہ کیا۔ قرضخواہ نے دیکھا کہ میان کچھ دوال
نہین ہین جھٹ نالش کر دی ڈگری پائی اسباب نیلام کروا لیا چلیے نواب صاحب
کی امارت خاک مین ملگئی اب بازارون مین جوتیان چٹخاتے پھرتے ہین
ہر کسی سے سرکار کی شکایت کرتے پھرتے ہین کہ انگریزون کے راج مین
رئیسون اور آبرو دارون کی یہ گت بنتی ہے۔ کوئی پوچھے تو سہی کہ ارے
مسخرے تو نے پچاس برس کی عمر مین کوئی ہنر یا کوئی پیشہ کوئی علم کوئی کام ایسا
سیکھا ہے کہ سرکار پر تیرا استحقاق ہو اپنا وقت اور مال یون لہو ولعب مین ضائع کیا اولاً تو

ناخواندہ رکھا جب کسی نے کہا کہ اب تو ماشاء خدا آغا صاحب کو بارھوان سال ہے
اب پڑھنے کو بٹھائیے نہین تو کسی مدرسہ مین بھیج دیجیے۔ ارشاد ہوا کہ ابھی تو
اونکے کھیل کود کے دن ہین جب سمجھ دار ہوگا خود پڑھ لکھ لیگا نہین تو جو اوسکی
قسمت مین ہوگا کریگا ہم اوسکی ننھی سی جان کو کیون عذاب مین ڈالین اور سکول
مین بھیج کے لڑکے کو گرانی بنائین اس سے تو ناخواندہ رہنا بہتر ہے آغا صاحب
بھلا کس باپ کے بیٹے ہین ابا جان نے جو ایسی ڈھارس دی تو وہ اور سر چڑھ
دن بھر بوندون کے ساتھ پتنگ کا کھیلانے لگے انکا انجام ابا جان سے بھی بدتر ہوا
اپنی آبرو کھوئی خاندان کا نام ڈبو دیا بھیک مانگنے کی نوبت آگئی دین و دنیا دونون
خراب ہوئی نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم * نہ ادھر کے ہوئے نہ اودھر کے ہوئے *
یہ سب خرابی اور بربادی کا ہی نتیجہ ہے تضییع اوقات کا۔ اگر پیشتر ہی سے وقت کی
قدر کرتے اور کسی مفید بات کے سیکھنے مین وقت گذارتے تو یہ حال کیون ہوتا
نان شبینہ کو کیون محتاج ہوتے عزت آبرو روپیہ پیسا کیون برباد ہوتا۔ غرض
روساے ہند علی الخصوص وثیقہ داران لکھنؤ کا حال عجب عبرت خیز ہے خدا انپر
رحم کرے۔ اب دیکھیے انگریزون مین جہان اور عقلمندی کی باتین ہین ایک بات
دانشمندی کی یہ بھی ہے کہ وقت کو جان سے زیادہ عزیز جانتے ہین کوئی لمحہ
کوئی منٹ بیکار ضائع نہین کرتے جب کاروبار ضروری سے فراغت ملتی ہے
تو نوجوان سیر و شکار یا کرکٹ بازی یا اور کسی مفید شغل مین وقت گذارتے ہین
جسمین کوئی فائدہ جسمانی یا مسرت روحانی متصور ہے۔ اور سن رسیدہ کتاب بینی
یا مطالعہ اخبار مین وقت فرصت گذارتے ہین تاکہ افکار دنیوی سے طبیعت بچے
اور دنیا کے حالات معلوم ہون چشم بصیرت اور دیدہ انصاف وا ہو آئینہ عقل سے
غبار ملال رفع ہو شاہد مقصود کی صورت جو حجاب آلام و افکار مین پوشیدہ تھی

جلوہ گر ہو پھر جو کاروبار ضروری ہیں توجہ کریں تو طبیعت خوب چاق و دل بشاش ہو
جو معاملہ کریں خوب سوچ سمجھ کے ہماری راے ناقص میں انگریزون کی بہبودی
اور سرسبزی کا بہت بڑا باعث انضباط اوقات ہی افسوس ہی کہ ہم لوگون کو
اوقات عزیز کا مطلق خیال نہیں اگر یہ ہوتا تو اس فقر و فلاکت میں کیون مبتلا ہوتی
اس آرٹکل کے لکھنے سے ہمارا مقصود اصلی یہ تھا کہ ایک بڑے لائق و فائق نامی
گرامی انگریز (جو اپنے وقت کا ابوالفضل و فیضی تھا اور جسکے زور قلم کا اوس زمانہ
کے بادشاہ تک مان گئے اور جس فعل کی مذمت اوسنے ایک دفعہ کی پھر اوسکے
ارتکاب پر کسی نے جسارت نہ کی اور جسکی تحریر کی برکت سے اہل انگلستان کے
عادات و اخلاق جو شاہ چارلس دوم کی عیاشی اور خوش آمد پسندی و سفلہ مزاجی
سے بہت خراب ہو گئے تھے درست ہو گئے اور جسکے فیض سخن سے انگلستان
میں فسق و فجور کا دروازہ بند ہو گیا) کی تقریر کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کریں امید ہے
کہ پسندیدہ خاطر عاطر ہو **قولہ** جسے دیکھیے تنگی وقت کی شکایت کرتا ہے
حالانکہ وقت ابھی اسقدر باقی ہے کہ بہت سے مفید کام ہو سکتے ہیں ہماری
ساری زندگی یا تو محض بیکاری میں صرف ہوتی ہے یا ایسے کام کرنے میں
جس سے کوئی فائدہ نہیں یا ایسے فعل کے بجالانے میں جو ہمپر فرض نہیں ہی
لطف یہ ہے کہ قلت فرصت اور تنگی وقت کی یہ شکایت اوسپر یہ غفلت اور
یہ طول امل کہ گویا ہمیشہ زندہ رہینگے یہ انسان کی تلون مزاجی کو دیکھا چاہیے
کہ تنگی وقت کی یہ شکایت پھر یہ تمنا کہ خدا کرے کہیں اپنا وقت بھی کٹ جاے
نابالغ کو یہ آرزو ہوتی ہے کہ کہیں جلد جوان ہون اپنا کاروبار دیکھون جاگیر
خریدون علاقہ مول لون عزت آبرو حاصل کرون خطاب پاؤن منصب جلیل پر
فائز ہون بعد اوسکے دنیا کو ترک کر کے بیٹھ رہون ۔

غرضکہ عمر کو بالمجموع دیکھیے تو ہر شخص اوسے کوتاہ سمجھتا ہے لیکن اگر اوسکا تجربہ کیجیے یعنے ہر ایک اوسکے جزو پر نظر کیجیے تو ہر ایک دن ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے کہ کاٹے سے نہین کٹتا ✣

عجب طرح کی بات ہے کہ ہمیشہ عمر کو تو چاہتے ہین کہ بڑھ جاوے مگر اوسکے ہر جزو کو چاہتے ہین کہ گھٹ جاوے۔ اب اس اجمال کی تفصیل سنیے کہ سودخوار مہاجن چاہتا ہے کہ کسیطرح اس مہینے کا ایک دن بھی تمام ہو تو سو روپیہ سود کے وصول کرون۔ سیاست دان مدبرالملک چاہتا ہے کہ بہتر برس میری عمر سے کم ہو جاتیں مگر معاملات سلطنت کا انتظام آج ایسا کر جاؤن کہ سو برس کی خبر لے۔ عاشق کو تمنا ہے کہ جتنی ساعتین فراق معشوق مین گذرین اوتنی ساعتین میری عمر سے کم ہو جائین کہ وصال معشوق نصیب ہو۔ غرض ہر کس بخیال خویش خبطی دارد۔ شخص ہر چاہتا ہے ایکسال ایک دن کے برابر ہو جاوے اور طول وقت ایسا کٹھن معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی مسافر کسی صحراے لق و دق اور وادی وحشتناک سے گذرے جہان سوا سے خس و خاشاک اور درندگان خونخوار کے آدم زاد کا نشان تک نہین بقول خواجہ آتش مرحوم شعر وحشت دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا۔ سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا ✣ اوسوقت اوس صحرا نورد کو یہی تمنا ہوتی ہے کہ خدا کرے کہین کوئی چھوٹی سی بستی نکل آوے تو ذرا دم لین۔ اگر اکثر لوگون کی عمر کے بیس حصے کرین تو ۱۹ حصے ایسے نکلین گے جو محض بیکاری مین بسر ہوتے ہین نہ کوئی دنیا کا کام نہ عاقبت کا سرانجام ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہین جنھین کاروبار دنیا سے فراغت و اطمینان حاصل ہے۔ ایسے لوگون کے واسطے ہم چند مفید اور سہل طریقے وقت فرصت کاٹنے کے لکھتے ہین کہ اگر اونکی پابندی کیجاوے تو اوقات عزیز ضائع نہوگی ✣

ہمین امید ہے کہ ناظرین اخبار ان قاعدون کو حفظ کر لین گے اور انکی پابندی سے بڑا فائدہ اوٹھائینگے اور ہمین بدعاے خیر یاد کرینگے۔ پہلا طریقہ وقت فرصت کاٹنے کا یہ ہے کہ آدمی نیک کامون مین کوشش کرے نیک کام انواع و اقسام کے ہین سب سے بہتر وہ امور ہین جنسے بندگان خدا کو راحت پہونچے۔ مثلاً جاہلون کو نیک راہ بتانا۔ غریبون اور ناد ارون کی خبر گیری کرنا۔ دردمندون کو آرام پہونچانا۔ یہ امور ایسے ہین کہ ہر روز ہر شخص کو درپیش رہتے ہین۔ اور آدمی کو دن بھر مین بہت سے ایسے موقعے ملتے ہین کہ ظالم کے ظلم سے مظلوم کو بچائے۔ لائق آدمی کی لیاقت کی داد دے حاسدون کا حسد دفع کرے۔ غصہ ورون کے غصہ کو فرو کرے متعصبون کے تعصب کا علاج کرے۔ یہ سب امور اوس شخص کو سزاوار و شایان ہین جو ذہن سلیم اور فہم مستقیم رکھتا ہے اور اگر یہ امور دوراندیشی اور دانشمندی کے ساتھ برتے جائین تو انکے برتنے والے کو حظ وافر ملتا ہے۔ دوسرا طریقہ وقت فرصت گذارنے کا یہ ہے کہ جب آدمی کو کوئی کام نہو اور کوئی دوست آشنا عزیز اقربا بات کرنے والا بھی اوسوقت موجود نہو تو اپنے خالق کی طرف دل رجوع کرے۔ جو شخص اپنے خالق کا دھیان ہر وقت رکھتا ہے اور کبھی اوسکی یاد نہین بھلاتا ہے وہ ہمیشہ مطمئن اور بشاش رہتا ہے یاس و ہراس اوسکے پاس نہین کھڑا ہوتا کیونکہ وہ تو ہر لحظہ اور ہر ساعت ایسے شخص سے صحبت روحانی اور خلوت باطنی رکھتا ہے جس سے بڑھکے اوسکا کوئی شفیق اور ہمدم و ہمراز نہین۔ ایسے باخدا آدمی کو وقت کبھی کٹھن نہین معلوم ہوتا اور نہ وہ کبھی تنہا رہتا ہے اسواسطے کہ اوسکا دل اوسوقت یاد خدا مین مصروف ہوتا ہے جسوقت اور لوگ لہو و لعب مین مشغول

ہوتے ہین یا بالکل بیکار ہوتے ہین - جو ہین اوسے کاروبار دنیا سے فراغت ملتی ہے اوسکا دل نور عشق معشوق حقیقی سے روشن ہوجاتا ہے اور ہر طرف اوسے خدا ہی خدا دکھلائی دیتا ہے بقول میر انیس اعلے اللہ مقامہ رباعی

دریا دیکھون کہ سیر دریا دیکھون	یا معدن و دشت و کوہ و صحرا دیکھون
ہر سو تری قدرت کے ہین لاکھون جلوے	حیران ہون کہ دو آنکھون سے کیا کیا دیکھون

اوس عالم تنہائی مین خضوع و خشوع سے وہ اپنا درد دل اپنے خالق کو سناتا ہے اور کس منت و سماجت سے اپنی مراد مانگتا ہے کہ تیر دعا ہدف اجابت ہوتا ہے ؟ تقریر مرقومہ بالا سے ظاہر ہے کہ وقت فرصت کو اچھے کامون مین گذارنے سے منافع دنیوی تو حاصل ہین آدمی کی عاقبت بھی درست ہوتی ہے اسواسطے کہ ثواب و عقاب تو انسان کے افعال نیک یا اعمال زشت کا نتیجہ ہے جیسا یہان کریگا ویسا وہان پایگا چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ یعنے دنیا عاقبت کی کھیتی ہے جیسا بیج یہان بوؤگے ویسا پھل وہان پاؤگے - غور کرنے کا مقام ہے کہ جس شخص پاس متاع قلیل ہو اور اوسکے زیادہ کرنیکے بہت سے موقعے اوسے ملین تو اگر وہ اوس تھوڑے سے مال کے ۱۹ حصے بالکل ضائع کردے اور بیسوان حصہ بھی ایسے امور مین صرف کرے جو اوسکی تباہی اور بربادی کا باعث ہون ایسے مسرف اور ناعاقبت اندیش آدمی کو لوگ کیا کہین گے لیکن چونکہ آدمی کا دل اسکا متحمل نہین ہے کہ ہمیشہ نیک ہی کامون کے کرنے مین مشغول رہے لہذا واجب ہے کہ تھوڑا وقت فرصت ایسی باتون مین بھی صرف کرے جنسے اوسکی طبیعت بہلے یعنے مفید اور مباح اشغال مین مشغول رہے - ہمارے نزدیک یہ بھی خلاف عقل ہے کہ آدمی صرف ایسے اشغال مین وقت فرصت گذارے جنمین کسی طرح کا

ضرر و معصیت نہین ہے ۔ اس قسم کا شغل چوسر اور گنجیفہ بازی ہے ۔
بڑے تعجب کا مقام ہے کہ اچھے اچھے عقلمند اور صاحب دانش پہر پہر
گنجیفہ لاتے اور باٹنے مین گذارتے ہین اور باتین بھی کرتے ہین تو گنجیفہ کے
اصطلاحات زبان پر جاری ہوتے ہین کہ یہ غلام کا بکہ ہے اور تماش کا نہلہ ہے
اور انکے ذہن مین سیاہ اور سرخ دھبون کے سوا اور کچھہ نہین ہوتا ۔
پس جب اس قسم کے لوگ شکایت کرین کہ ہاے افسوس وقت تنگ ہے
اور زمانہ مہلت نہین دیتا تو فرمایئے کہ ہنسی کی بات ہے یا نہین ۔
منجملہ اشغال پسندیدہ کے دوست خوش کردار و ہوشیار سے کلام کرنا بھی ہے کہ
ایسے دوست کے ساتھہ ہمکلام ہونے سے آدمی کا دل بشاش اور طبیعت
حاذق ہوتی ہے فہم و فراست زیادہ ہوتی ہے عمدہ خیالات اور نئی باتون کا
علم حاصل ہوتا ہے نیت صاف اور طبیعت پاک ہوتی ہے خواہشہاے نفسانی کا
جوش کم ہو جاتا ہے اور وقت فرصت اچھے طور سے گذر جاتا ہے ایسی دوست
سے ہمکلامی کے بعد ایسے لوگون سے کلام کرنا مناسب ہے جنہین دوسرے
کی طبیعت بہلانے اور اسکی عقل تیز کرنے کی قابلیت ہو علاوہ امور مذکورہ بالا
کے ہزارہا مفید اشغال ایسے ہین جنھین آدمی اختیار کر سکتا ہے اور بیہودہ
مجہول اور بیکار رہنے اور خواہشہاے نفسانی مین مبتلا ہونے سے باز
رکھہ سکتے ہین مثلاً علم موسیقی و رنگ سازی یا فن تعمیرات عمارت وغیرہ کہ جو
شخص ان فنون لطیف کے سے مذاق رکھتا ہے پس آدمی وہی ہے اوسکا ایک
منٹ اور ایک لحظہ سے اپنی طبیعت بہلانے اور اورون کا دل خوش کیے
بیکار نہین ضائع ہوتا ۔ مگر حق یہ ہے کہ وقت فرصت گذارنے کے واسطے
عمدہ اور مفید کتابون کے مطالعہ سے بہتر کوئی شغل نہین ہے ۔

مبادی علم الحیواۃ

۱- کیا قدرت ہی اوس صانع بیچون کی جسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا
اور حواس ظاہریہ اور باطنیہ عطا کیے تاکہ اپنے ابنائے جنس سے ممتاز ہو اور
اپنے خالق کی حکمتون کو نظر غور سے دیکھے اور اونکو پہچانے - ہر چیز مین اوسکا
جلوہ عیان ہے اور ہر لحظہ اوسکی قدرت کاملہ کا تماشا نظر آتا ہی - اگر انسان نظر
تامل سے دیکھے تو کونسی چیز ایسی ہے جسمین صنعت پروردگار نظر نہین آتی ہمارا
قصور ہی کہ ہم اوسپر غور نکرین اور خدا کو بھول جائین ورنہ ؎ برگ درختان سبز
در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭ کسی دن آفتاب نصف النہار پر
آنکر ٹھہر جائے تو ہر شخص کو اچنبھا ہو ہر جگہ اسی کا چرچا ہو ساری دنیا مین ہلچل
پڑجائے اخبارون مین چھپ جائے وقائع اور تواریخ مین درج ہو جائے
ہزارون برس تک لوگ اسکا ذکر کیا کرین اور خداوند عالم کی قدرت کی ستایش
ہوتی رہے مگر یہ بات کبھی کسی کے خیال مین بھی نہین آتی کہ کیون آفتاب وقت
معمولی پر مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب مین پہونچکر ڈوب جاتا ہے یہ کیسی
صنعت کاملہ ہے کہ اسمین ایک پل کا بل نہین پڑتا موسم کا تغیر اور تبدل ہمیشہ
اپنے معمولی وقت پر ہوتا رہتا ہے مگر سال بھر مین کبھی ایک مرتبہ بھی ہمارے
خیال مین یہ بات نہین آتی کہ یہ سب فقط خدا کے نور کا جلوہ اور اوسی کی قدرت کا
تماشا ہے - دور کیون جاؤ انسان ہی کو دیکھو کہ ہر لحظہ اور ہر آن سانس لیتا ہی
پر یہ نہین سوچتا کہ اسمین کیا حکمت ہی اور کیسی قدرت نظر آتی ہے موٹی باتین
تو ہر شخص تھوڑے سے غور اور تجربہ سے دریافت کرسکتا ہے اور صاف صاف سمجھ
پہچان سکتا ہی مگر صنعت کاملہ کی باریکیان جو ہر چیز مین موجود ہین بے مدد علم

آدمی کی سمجھ مین نہین آتین سچ کہا ہی شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت ۔ مثلاً ایک انسان کا بدن ہے اللہ اللہ کیا کاریگری اسمین صرف کی ہے اور کیا کیا صنعتین دکھائی ہین جو شخص اس بات کو جانتا ہے کہ انسان کے بدن مین کیا کیا عضو ہین وہ بنے کیونکر ہین اور انکا مصرف کیا ہے اور کیونکر ہر ایک اونمین سے اپنا کام کرتا ہے اگر ذرا بھی انصاف دوست ہوگا تو ہرگز خدا کے وجود سے انکار نہ کرے گا ۔ سیلان خون کیونکر ہوتا ہے تنفس کا کیا فائدہ ہی غذا کیونکر ہضم ہوتی ہے اعضا کو اوس سے کیونکر قوت پہونچتی ہے یہ سب باتین اس لائق ہین کہ انسان انھین سمجھے اور جانے حدیث مین وارد ہے کہ العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان اور علم ابدان کو ہمیشہ جملہ علوم پر ترجیح ہے کیونکہ حفظ صحت بخوبی نہین ہو سکتا جب تک آدمی اس علم سے واقف نہو اور کل علم کا اکتساب صحت بدن پر موقوف ہے ۔

۲ ۔ بالفعل حکماء یورپ نے اس علم مین بڑی ترقی کی ہے اور اوسکا نام فزیالوجی یعنے علم حیات رکھا ہے اس علم مین انسان کے طریقہ زندگانی کی بحث ہے یعنے کیونکر انسان جیتا ہے کیونکر حرکت کرتا ہے پیدا کیونکر ہوتا ہے اور پھر کیونکر مرجاتا ہے ان باتون کے دریافت کرنے کے لیے ہر عضو کی ہیئت اور شناخت اور قوت اور غایت سے واقف ہونا ضرور ہے اور انکی بحث اس علم مین داخل ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور اسوجہ سے تھوڑا تھوڑا حال ہوا اور غذا اور پانی کا بھی معلوم ہونا ضرور ہے کیونکہ یہ چیز انسان کے بدن کی محتاج الیہ ہین انمین سے ہر ایک کا بیان اپنے اپنے موقع پر لکھا جائیگا ۔

۳ ۔ زندگی کیا چیز ہی بظاہر اس سوال کا جواب نہایت دشوار ہے اور

اوسکی کنہ کو پہونچنا انسان کی فہم سے باہر معلوم ہوتا ہی مگر پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ لوازم زندگی کیا ہین یعنے وہ باتین جو ہر جاندار مین پائی جائین خواہ وہ انسان ہو خواہ اور کوئی حیوان یا نبات اس امر کی تحقیق کے بعد سوال اول نہایت آسان معلوم ہوگا بچشم غور دیکھنے سے دریافت ہوتا ہے کہ بہت سے صفات ایسے ہین کہ جو ہر حیوان اور ہر نبات مین پائے جاتے ہین - انھین کو لوازم زندگی کہتے ہین اور وہ یہ ہین ۱ - ولادت ۲ نمو ۳ بلوغ ۴ - انحطاط ۵ موت اور انھین صفات سے زندگی مراد ہے - اگر انکو ہم ایک جگہ پر مجتمع سمجھین تو بخوبی زندگانی کا مفہوم ہمارے ذہن مین آسکتا ہے اسلیے کہ کوئی ذی روح ان صفات سے خالی نہین ہے اور کسی غیر ذی روح مین یہ سب صفات جمع نہین ہوسکتے پس چاہیے کہ پہلے ہم لوازم زندگانی کا حال اچھی طرح دریافت کرین تاکہ بخوبی ہمارے ذہن نشین ہوجاے کہ زندگی کیا چیز ہے ٭

۳ - لوازم زندگی کا بیان - (۱) ولادت - ولادت کے معنے یہ ہین - ماں باپ سے جدا ہوجانا اور شکل اپنا ہے جنس کے بغیر مدد اور اعانت بجاے خود زندگی کرنے کی قوت بیش و کم حاصل ہونی ٭

اس تعریف مین حیوانات اور نباتات دونون داخل ہوگئے اسلیے کہ جب تک گٹھلی یا قلم یا شاخ اصل درخت سے جدا نہو لے اوس وقت تک کوئی نیا درخت نہین پیدا ہوسکتا - اور وہی اصل درخت گویا ان سب کے ماں باپ کی جگہ پر ہے بیش و کم کی قید اسواسطے لگائی ہے کہ بعض صورتون مین پیدایش کے ساتھ ہی اگرچہ فی الحال بلا مدد معیشت کرنے کی قوت حاصل ہوجاتی ہے مگر جب بھی ماں باپ کی احتیاج کسی زمانے تک باقی رہتی ہے اور بتدریج جاتی رہتی ہے

(۲) نمو - نمو کے معنے ظاہر ہین یعنے قد و قامت [illegible] زیادتی ہونا

اگرچہ نمو لوازم زندگی مین سے ہے مگر غیر ذی روح مین بھی پایا جاتا ہے مثلاً
اگر مصری کی ڈلی یا شورہ یا نمک کی ڈلیین مناسب موقع اور طور پر رکھی جائین تو
اونمین بھی نمو پیدا ہوتا ہے - مگر ذی روح اور غیر ذی روح کے طریقہ نمو مین
بہت فرق ہے اول تو یہ کہ غیر ذی روح مین نمو صرف اوپر کے سطح پر مادہ کے
جم جانے سے ہوتا ہے بخلاف اسکے جاندارون مین اعضا کی ہر جز مین نمو ہوتا ہے
مثلاً درخت کی شاخ یا پھول پتے یا حیوان کا قلب یا دماغ یا اور اعضا جو بڑھتے ہین
اونکی ہر ایک جز کو نمو ہوتا ہے ٭

دوسرا فرق یہ ہے کہ جتنے اعضا جاندار ہین اونمین ہر وقت زوال ہوتا رہتا ہے
اور اونکے اجزا ہر وقت صرف مین آتے ہین اور ان اجزا کا بدل ما یتحلل ہمیشہ
اونکو پہونچایا جاتا ہے تاکہ اونکی قوت باقی رہے - غرض یہ ہے کہ جاندار چیزون
کے اجزا ہمیشہ بدلتے رہتے ہین اور نئے ہوتے جاتے ہین ہر ساعت اونمین
ایک سلسلہ کون و فساد کا چلا جاتا ہے - مگر یہ تغیر و تبدل ایسا بتدریج
ہوتا ہے کہ اسکا تمیز کرنا ممکن نہین البتہ بعد زمانے دراز کے بخوبی نظر مین
آنے لگتا ہے - مثلاً اگر کسی بچہ کو آدمی تین چار برس کے بعد دیکھے تو
صاف معلوم ہوگا کہ اوسکے اجزا مین بہت فرق آگیا - اگرچہ بچہ وہی ہے مگر
جو گوشت پوست اوسکا کسی زمانہ مین تھا وہ نہین باقی رہا بالکل بدل گیا اور
نیا ہوگیا اس سے عمدہ اور زیادہ تر بدیہی تمثیل یہ ہے کہ اگر کبھی کسی اونگلی
مین چاقو لگجاتا ہے یا انگلی چھل جاتی ہے تو زخم بھرنے کے بعد داغ رہجاتا ہے
مگر بتدریج یہ داغ بھی جاتا رہتا ہے اور کھال نئی ہو جاتی ہے اس قسم کا زوال
غیر ذی روح مین نہین ہوتا - یہ مسئلہ نہایت مشکل ہے اور ہم اسکا بیان
پھر بتفصیل کیا جائیگا ٭

تیسرا فرق یہ ہے کہ وہ مادّہ جسکے سبب سے غیر ذی روح کو نمو ہوتا ہے اپنی
حالت پر رہتا ہے یعنی اوسکی ماہیت بدلتی نہین - اگر پانی مین نمک گھول دین
اور اوسمین نمک کی ایک قلم بھی ڈال دین تو اوسکو نمو ہوگا - مگر یہ نمو صرف
اسواسطے ہوتا ہے کہ نمک کے اور اجزا پانی کو چھوڑ کر قلم پر چڑھ جاتے ہین
جاندار چیزون مین اسکا خلاف پایا جاتا ہے - کیونکہ اگرچہ جاندار چیزون کو
بھی اجزاے بیرونی کی ضرورت نمو کے لیے بیشک ہوتی ہے (جیسے کہ
حیوانات کے لیے غذا اور نباتات کے لیے اجزاے ارضی و ہوائی) مگر
جب تک انمین استحالہ نہو جائے اور انکی ماہیت بالکل بدل نجائے جب تک
یہ نہ حیوان کو قوت پہونچا سکتے ہین اور نہ نباتات کو - مثلاً غذا جب تک تحلیل
نہو جائے اور اوسکے اجزا سے قویٰ معدہ اور امعا اور جگر و قلب وغیرہ کے
عمل کے بعد جذب ہوکر خون کے ساتھ نہ جائین اور فضلہ الگ نہو جائے
تب تک وہ کبھی کسی حیوان کے کام نہین آسکتے اور اونکو فائدہ نہین دے سکتے
دیکھو جب معدہ ضعیف ہوجاتا ہے اور ہضم صحیح نہین ہوتا اوسوقت تک کیسی ہی
اچھی غذا ہو قوت نہین بخشتی اسکا ایک سبب یہ ہے کہ غذا مین جیسا چاہیے
استحالہ نہین ہوتا اور اوسکی ماہیت خوب نہین بدلتی اور فضلہ زیادہ پیدا
ہوتا ہے - اور یہی حال نباتات کا ہے اونکی غذا مین بھی استحالہ ہوتا ہے -
مگر غیر ذی روح شئے مثلاً نمک کے قلم مین (جسکا ذکر ہوچکا ہے) جب اور اجزا
نمک کے ملگئے اور اوسکے باعث سے اوسکو نمو ہوا تو اون اجزا مین کچھ تبدل
اور تغیر نہین ہوا بلکہ جیسے تھے ویسے ہی رہے - جب وہ پانی مین گھلے ہوے تھے
اوسوقت بھی نمک کے اجزا تھے اور اب قلم پر جم جانے کے بعد بھی وہی نمک ہین *
چوتھا فرق یہ ہے کہ جاندار چیزون کے نمو کی مدت معین ہے ہر حیوان اور ہر نباتات

ایک خاص قد تک پہونچ کر رک جاتا ہے۔ مگر غیر ذی روح مثلاً وہی نمک کی
قلم جتنی چاہیے بڑھتی چلی جائے یعنے اوسکے نمو کی کوئی حد معین نہین ہے*

(۳) لوازم زندگانی مین تیسرا بلوغ ہے*

بلوغ سے یہان مراد ہے بتدریج رسیدگی تک پہونچنا واضح ہو کہ قبل جوان
ہونے کے انسان کی ہر عضو مین ایک طرح کا تبدل ہوتا ہے اور پختگی و رسیدگی
آتی ہے جسکے باعث ہر عضو کو اپنا کام کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اور
روز بروز اوسکی قوت بڑھتی جاتی ہے یہان تک کہ وہ اپنا کام نہایت عمدہ
طور پر کرنے لگتا ہے۔ اور بلوغ سے یہان یہی مراد ہے یاد رکھنا چاہیے
کہ قوت نمو اور بلوغ مین بہت فرق ہے۔ نمو فقط جسم کے بڑھنے کو کہتے ہین
اور بلوغ اعضا اور قوے کی پختگی اور رسیدگی کا نام ہے۔ جوان آدمی اور
ایکدن کے بچہ کا باہم مقابلہ کرنے سے یہ فرق صاف ظاہر ہو جائیگا پہلا فرق تو
دونون کے قد و قامت اور جثہ مین ہے جو محض نمو کے باعث سے ہوا کرتا ہے*
مگر اسکے سوا بھی بہت سے فرق پائے جاتے ہین بہت سے قوے ایسے ہین
جو جوان مین موجود ہین مگر بچہ مین نہین مثلاً ادنے سا فرق یہ ہے کہ وہ بول
سکتا ہے یہ مطلق نہین بولتا۔ وہ صاحب عقل و حواس ہے یہ محض نادان وہ
زور آور ہے یہ بیچارہ کمزور بلکہ ایسا بے بس کہ اوٹھ بیٹھ اور کھڑا تک نہین
ہو سکتا۔ بہتیری باتین مابہ الامتیاز اسی قسم کی اور بھی گنا دیجا سکتی ہین اور
یہ سارا تفاوت بلوغ کے سبب سے ہے اسلیے ایک حد بلوغ کو پہونچ چکا ہے
اور دوسرے مین ہنوز روز اول ہے جو کچھ بلوغ ہوا ہے پیدا ہونیکے قبل ہوا ہے*

(۴) انحطاط۔ انتہاے بلوغ اور ابتداے انحطاط مین تمیز کرنی نہایت دشوار
ہے بلکہ اکثر یہ دونون امر ساتھ ہی ہوتے ہین یعنے بعض اعضا کو ابھی

بلوغ ہو رہا ہے اور بعض مین انحطاط شروع ہوگیا اگر آخر پہلے سب عضا کو انحطاط ہوتا ہے اور اسکا انجام موت ہے ؀

(۵) موت - ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ موت کا ایک دن معین ہے - ایک دن اس قالب کو چھوڑ دینا پڑیگا - اور یہ قید دنیا سے نجات ہو جائیگی - اور بیشک موت مین سوا مشیت ایزدی کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ خداوند عالم نے انسان کے اعضا کو اسطور پر بنایا ہے اور ایسے اجزا سے مرکب کیا ہے کہ گویا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اوسکا یہ ارادہ تھا کہ انسان ایک مدت محدود سے زیادہ نہ جیے اگر کوئی مرض یا کسی قسم کا صدمہ نقصان کو لاحق نہو جب بھی موت اوسکو لازم ہے یہ کل خدا نے ایسی بنائی ہے اور اوسکے پرزے اس ڈھنگ سے گھڑے ہین کہ اونکا گھس جانا ضرور ہے اور جہان کوئی پرزہ ضائع ہوا تو پھر کسی کے بنائے نہین بنتا افلاطون بھی اگر سر پٹکے تو کچھ نہو بھلا اوس حکیم مطلق کی کاریگری مین کسکو دخل ہے کل کا چلنا پرزے کے بگڑتے ہی موقوف ہو جاتا ہے اور اسی کا نام موت ہے انسان کے بدن مین قادر مطلق نے ایسی کاریگری صرف کی ہے کہ شاید روے زمین پر کوئی ایسی کل نہین جسکا اصول انسان کے کسی عضو مین موجود نہو - اسپر بہتیری حکمتین ایسی ہین جنکے سمجھنے سے فہم انسان قاصر ہے لیکن سمجھانے کے لیے انسان کے بدن کو گھڑی سے تشبیہ دیتے ہین - دونون کا حال ایک ہی سا ہے - جبتک کہ سب پرزے درست اور صاف ہین اور اپنی اپنی جگہ پر قائم ہین اوسوقت تک کل چلی جاتی ہے مگر جسوقت کسی پرزے میں میل آیا کل بگڑ گئی جبتک صاف نہو گا گھڑی درست نہ چلیگی یہی حال بیماری کا ہے انسان کے بدن مین اور جس طرح آہین بعض عضا رئیسہ

ایسے ہین کہ اونپر نظام بدن کا دارومدار ہے اور اونکی بیماری نہایت سخت
ہوتی ہے ویسے ہی گھڑی مین بھی بعض پرزے نہایت نازک ہین اور جلد
نہین درست ہوتے اور بے اونکے گھڑی چل نہین سکتی اور جب گھڑی کا
کوئی پرزہ ضائع ہوجاتا ہے تو گھڑی کا چلنا موقوف ہوجاتا ہے جس طرح
اگر انسان کا کوئی عضو رئیس ضائع ہوجائے تو اوسکا جینا محال ہوجاتا ہے
اور یہ بولتی ہوئی کل بند ہوجاتی ہے۔ فرق اتنا ہی ہے کہ گھڑی کے بنانے والے
بہتیرے ہین مگر انسان کے بدن کا پرزہ کسی سے نہین بنتا۔ بلکہ اوسکا میل
صاف کرنا یعنے بیماری کا دفع کرنا بھی ایک امر دشوار ہے۔ یہ تشبیہ اسواسطے
دیگئی کہ ناظرین کی سمجھ مین آوے کہ زندگی کیونکر ہوتی ہے اور جان کیا چیز ہے
کیونکہ انسان کھاتا پیتا بولتا ہے۔ جب آدمی نے ایسی کل بنائی کہ بول سکے
اور چل سکے تو کیا تعجب کی بات ہے کہ خدا نے ایسی کل بنائی کہ جسمین عقل وفہم
بھی ہے اور علاوہ اسکے بہت سی باتین زیادہ ہین۔ اور انسان کی جان بھی
ویسی ہی نازک ہے جیسے گھڑی کی کل کہ ادنی سبب سے جاتی رہتی ہے
اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ کیا بگڑ گیا ۔

شرافت عجب جوہر ہے

شرافت اور رذالت یہ دو لفظ بہت متعارف ہین اور ذرا ذرا سی بات مین ایک
دوسرے کو شریف یا پاجی کہنے لگتا ہے اگر کوئی وضعداری کی بات کیجائے
وہ نفس الامر مین کیسی ہی خراب اور عقل آمیز ہو تو عوام کی نظرون مین اوس
شخص کا ایک اعتبار ووقار ہوجاتا ہے اور سب کہنے لگتے ہین سبحان اللہ
کیون نہو وضعداری اسے کہتے ہین جو آپ نے فلان شخص کے ساتھ کی کہ ایسی

مصیبت کے وقت آپ نے اوسکا ساتھ دیا جبکہ دوست احباب عزیز و اقارب سب نے اوس سے کنارہ کشی کی آپ نے اوس عالم غربت و یاس مین اوسکی دستگیری کی اور جان و مال عزت و آبرو اوس سے دریغ نکی ہان صاحب کیون نہو یہ شرافت کا اثر ہے اور شرافت وہ جوہر ہے کہ کسی نہ کسی پیرایہ مین ظاہر ہو جاتا ہے کسیکے چھپانے سے چھپ نہین سکتا کہین چاند پر خاک ڈالنے سے خاک پڑی ہے مگر یہ سب زبانی جمع خرچ ہے شرافت کے معنے کوئی صاحب نہین سمجھے اور نہ یہ جانتے ہین کہ یہ وصف خلقی ہے یا کسبی اور کتنے امور اسکے لوازم ہین کہ بے اونکے شرافت تحقق نہین ہوتی ❊

پس واضح ہو کہ شرافت کا مفہوم بہت وسیع ہے اور کتنے اوصاف سے یہ ایک وصف مرکب ہے اور یہ صفت جبلی نہین ہے یعنے کوئی مان کے پیٹ سے شرافت لیکر نہین پیدا ہوتا بلکہ یہ امر کسبی ہے جو بہت سے امور کے اکتساب اور عمل سے حاصل ہوتا ہے ❊

شرافت کے لفظی معنے عمدگی کے ہین اور اوسکی دو قسمین ہین۔ شرافت نسبی اور شرافت ذاتی۔ شرافت نسبی کا ارباب دانش کے نزدیک کچھہ اعتبار و وقار نہین اگرچہ عوام بلکہ اکثر خواص بھی ایسی شرافت کو بہت مانتے ہین اور نسبت ناتا تو بے اسکے ہوتا ہی نہین اسواسطے فرض کیا کہ کسیکا باپ بڑا وضعدار و نیکو کردار تھا اور بیٹا جواری نکلا سارا گھر جوے مین ہار گیا عزت آبرو مفت گنوائی تو اب باپ کی شرافت اوس کم بخت کے خاک کام آئیگی بقول شیخ سعدی رح **شعر** پسر نوح با بدان بنشست ❊ خاندان نبوتش گم شد ❊ اپنی آبرو کے ساتھہ اوسنے باپ دادا کا نام بھی ڈبو یا یا بقول ایک کشمیری شاعر کے کہ پیغمبر آخر الزمان کا چچا ابو جہل خاندان قریش سے تھا عبث

زیادہ شریف و نجیب کوئی خاندان عرب میں تھا مگر روز قیامت وہ روسیاہ
اوٹھیگا اور بلال کہ ایک غلام حبشی آنحضرت کا تھا ازروے قیامت بارونق
محشور ہوگا پس معلوم ہوا کہ شرافت نسب کا عقلا کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہو
ہان اگر اعتبار و وقار ہے تو شرافت ذاتی کا ہے ٭

جس شخص میں یہ وصفت ہو وہ شریف اور انگریزی اصطلاح میں جنٹل مین
کہلاتا ہے بعضی کردانایان فرنگ نے جنٹل مین کو قرار دیا ہے اونکا
تحقیق ہم میں سے کسی شخص میں خیلے دشوار ہے بلکہ انگریزون میں بھی اسکا
مصداق حقیقی کم پایا جاتا ہے اگرچہ باعتبار خلق و مروت ظاہری کے جس
شخص کو ذرا اوصاف مشہورہ چاتا چنانچہ لوگ بلکہ سب درست کہتے ہیں تو اوسکو
جنٹل مین کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں پس جبکہ انگلستان میں باوجود
اس تہذیب و شائستگی اور فراخ حالی و فارغ البالی کے سچے جنٹل مین کا وجود
حقیقی النادر کالمعدوم کے حکم میں ہے تو وا سے برحال اہل ہند جنکی تعلیم ابھی
خام ہے اور جنکے اخلاق و عادات ایک احاطہ کے اندر گھرے ہوے ہیں انکو
اوس سے باہر نکلنا اوس وقت تک دشوار ہے جب تک کہ انگریزی تعلیم کا
اثر کامل ہو اور علوم و فنون اور طرز معاشرت و عنوان معیشت میں ترقی
وافی ہو شرافت ذاتی میں اوصاف باطنی کا زیادہ تر اعتبار ہو بلکہ یہ کہنا چاہیے
کہ انھیں اوصاف کا نام شرافت ہے ظاہری نمائش و آرائش کو چندان دخل
نہیں ہے بقول خواجہ آتش مرحوم ؏ شگفتہ سے بہی ہے حسن ذاتی
قبا سے گل میں گل بوٹا کہاں ہے جو ظاہری خوبیان و زینتیں اور شیخی کا
نام شرافت نہیں ہے اور کم ذات جعلساز دغاباز ادھر ادھر سے
دس بارہ ہزار روپیہ پیدا کرکے مرد آدمیوں کی قطع بنالے اور دو چار

رئیسون کی صحبت مین بیٹھکر ذرا شعور تمیز بھی سیکھ لے وہ جنٹل مین نہین ہے
بقول میر انیس صاحب اعلی اللہ مقامہ ع دولت سے کمینے کو شرافت نہین ملتی ٭
اور دوسری جگہ فرماتے ہین ؎ زر سے گل کاغذ گل تر ہو نہین جاتا ٭ مس پر
جو ملمع ہو تو زر ہو نہین جاتا ٭ قلعی سے کبھی آئینہ قمر ہو نہین جاتا ٭ جس پاس کھلا ہو
اوسے موتی نہین کہتے ٭ ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہین کہتے ٭ المختصر شرافت حقیقی کا
جزو اعظم علم ہے اور اوسکے لوازم رحم - حلم - سخاوت - شجاعت - مروت - عفت
حیا - حمیت - صدق و صفا و عجز و انکسار - وقعت و وقار ایسے ایسے اوصاف حمیدہ
و خصائل پسندیدہ ہین جس شخص مین یہ سب یا اکثر اوصاف جمع ہون وہ لفظ
شریف کا مصداق ہے نہین تو ایسے ویسے شریف جو ظاہر مین بڑے وضعدار
ایماندار پابند صوم و صلوۃ ہین مگر ایسے کور باطن سیاہ قلب خبیث الطینت کہ خدا
اونکے مکر و کید سے ہر شخص کو بچائے ایسے ایسے جھوٹ موٹ کے بنے بنائی
شریف تو ہمارے شہر لکھنؤ کی گلیون مین بہت سے مارے مارے پھرتے ہین ٭
جو انکے دام تزویر مین آیا وہ مارا پڑا - مگر ہر چیز کی شناخت آثار و علامات پر
موقوف ہے ورنہ کوئی کسیکے پیٹ مین نہین پیٹھا ہے نہ کوئی علم غیب پڑھا ہے کہ اشراف
اور رذیل مین امتیاز کر سکے - پس شریف کی بہت سی علامتین ہین منجملہ اونکے
دروغ گوئی اور مکر و فریب سے احتراز کرنا - زبان پر لاف و گزاف اور فحش اور
بیہودہ باتین نہ لانا - جو شخص اپنے سے سن مین یا عزت و آبرو مین زیادہ ہو
اوسکا ادب کرنا کسی سے ایسی بات نکرنا جو ناحق اوسکے ملال کا باعث ہو -
ہر ایک سے اوسکی آبرو اور منش کے موافق پیش آنا - بیوجہ کسی کی ایذا رسانی
کے درپے نہونا کسی پر جھوٹ تہمت نہ لگانا - خوردی و بزرگی کا بہت لحاظ رکھنا اور
اوسیطرح کی باتین شرافت کی علامات ہین اور یہ سب علم کا نتیجہ ہین کہ علم کے

انکا ہونا غیر ممکن ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ شرافت نسب کو بھی شرافت ذاتی مین
کچھہ دخل ہی یا نہین۔ ہمارے نزدیک تو البتہ کسیقدر دخل ہی اور اسپر عقل اور تجربہ دونون
شاہد ہین۔ اسواسطے کہ جتنے اوصاف والدین یا صرف باپ یا مان مین ہوتی ہین
اونکا اثر کچھہ نہ کچھہ اولاد مین بھی آجاتا ہی اور کچھہ نہ کچھہ پر تو ادھر بھی ضرور آجاتا ہی
چنانچہ الولد سر لابیہ یعنے بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے یہ عربی مثل مشہور ہے۔ اور
طب سے بھی یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ جس خلط کا غلبہ والدین کے مزاج مین
ہوگا اوسکا اثر نطفہ کے ذریعہ سے اولاد پر ضرور پہونچے گا اور اوسی کے موافق
اوس سے افعال سرزد ہونگے +

پس اسیطرح سے شرافت بھی ایک صفت ہے کہ اگرچہ وہ جبلی یعنی پیدایشی نہین ہے
بلکہ کسبی ہے یعنے چند اسباب سے حاصل ہوتی ہے تاہم اصالت کو اسمین دخل ہی۔
اگر والدین کی شرافت کا اثر کچھہ بھی اولاد مین نہ آیا تو اس صفت کا حاصل کرنا بہت
دشوار ہے۔ اور اگر کچھہ بھی ادھر کا فیض ہوا تو پھر ادھر بہت گنجایش ہے
اور بہت سے امور سے اوسکی ترقی ہوسکتی ہے +

پھر تجربہ اس بات کا گواہ ہے کہ شریف الاصل چاہے کیسا ہی خراب خستہ
ہوجاے مگر کبھی نہ کبھی تو اپنی شرافت کا جوہر مثل شمشیر زنگ آلود دکھا جاتا ہے
اور کمینے کا ظاہر کیسا ہی درست ہو مگر کوئی نہ کوئی فعل اوس سے ایسا سرزد ہوجاتا ہے
جسکا وہم وگمان بھی نہین ہوتا اور کہنے مین آتا ہے کہ دیکھا اصالت کی لی۔
شرافت کے بہت سے موانع ہین منجملہ اونکے صحبت بد بہت بڑا مانع ہے
کیونکہ صحبت بد کا اثر آدمی کی رگ وپے مین اسطرح دوڑ جاتا ہے جسطرح
سانپ کا زہر سارے بدن مین چھٹک جاتا ہے اگر اوسکا تدارک جلد ہوا
تو خیر والا خدا حافظ۔ اسی طرح اگر چھٹپن سے آدمی کو صحبت بد نہ ہوئی تو اچھا ہے

والا جوانی مین اوسکا سنبھلنا بہت دشوار ہے اس ساری تقریر کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدرس کا کام فقط طوطی کی طرح لڑکے کو پڑھانا نہین ہے بلکہ اوسے آدمی بنانا ہے ❊

اوسے لازم ہے کہ ابتدا ہی سے لڑکے کی ذرا ذرا سی بات کا نگران رہے اور جو ذراسی بات بھی اوس سے خلاف ادب یا خلاف قاعدہ ظہور مین آئی تو اوسیوقت اوسے ٹوک دے اور اگر وہ اوسمین اصرار کرے تو سزا دے مگر وہ عادت چھوڑوا دے اور جو ذرا سا بھی شایبہ یا لگاؤ اوسکا باقی رہیگا تو آگے چل کے آفت ڈھائیگا۔ اور اگر فقط پڑھانے لکھانے کا خیال رکھیگا تو لڑکا کاٹھ ملا بنجائیگا آدمی بننے کا چارپائے بروکتابے چند کا نقشہ ہوگا۔ اور سرکار کا یہ منشا ہرگز نہین ہے کہ لڑکون کو صرف اتنا ہی پڑھاؤ لکھاؤ کہ روزگار کے قابل ہوجائین بلکہ یہ مقصود ہے کہ طالب علمی کے زمانہ سے اونکے اخلاق و عادات ایسے درست اور شایستہ کردو کہ پھر تمام عمر اونکی اچھی طرح کٹے اور کوئی یہ نہ کہے کہ دیکھو صاحب یہ فلان سرکاری مدرسہ کے تعلیم یافتہ ہین اور ایسی ایسی نالائق حرکتین کرتے ہین شایستہ بات کرنا بھی نہین آتا ادب آداب کا قاعدہ خاک نہین جانتے دیکھنے کو آدمی ہین مگر سچ پوچھیے تو جانور ہین اوسوقت نیکی برباد گنہ لازم کا نقشہ ہوگا مدرس کی نادانی اور غفلت کوئی نہ دیکھیگا آئی گئی سرکار کے سر ہوگی بر رسولان بلاغ باشد و بس ❊

خلق عجب صفت ہے

قال صلے اللہ علیہ وسلم تخلقوا باخلاق اللہ۔ سعدی رح شعر تواضع زگردن فرازان نکوست ❊ گدا اگر تواضع کند خوے اوست ❊ اوصاف حمیدہ و خصائل

پسندیدہ مین خلق بھی نہایت عمدہ صفت ہے۔ خلق بضم اول وثانی یا بضمتین (یعنے خلق اور خلق دونون طرح سے جائز ہے) اس لفظ کے لغوی معنی مطلق خو یا خصلت ہے عام اس بات سے کہ خوے نیک ہو یا خوی بد۔ مگر اکثر اس لفظ کا اطلاق بنا بر تحقیق اہل لغت خوے نیک پر ہوتا ہے اور اگر خوے بد مراد ہوتی ہو تو بد یا کج کا لفظ ملا دیتے ہین یعنے بدخلق یا کج خلق کہتے ہین۔ فن اخلاق مین خلق نفس کی اوس قوت راسخہ کا نام ہے جو ایک شخص کو دوسرے سے بملاطفت ونرمی پیش آنے پر آمادہ کرتی ہے۔ مروت وآدمیت وانسانیت یہ سب الفاظ اس سے قریب المعنی ہین ❊

حکما کا قول ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے یعنے اپنے ہم جنسون سے ربط واتحاد بغیر اسکا گذارا نہین ہوسکتا۔ یہ وصف یعنی تمدن ایک بڑا فارق وممیز ہے درمیان انسان وحیوان کے۔ افریقہ کے وحشی لوگ جو جنگلون مین مثل وحوش وبہائم کے رہتے ہین انہین بھی اپنے مادہ اور استعداد اور حیثیت کے موافق تمدن سے یعنے ادن اوصاف سے متصف ہین اور وہ امور عمل مین لاتے ہین جو ایک انسان کو دوسرے کی نسبت برتنا لازم ہے والا اونمین اور حیوانات مین کچھ بھی فرق نہ باقی رہے۔ ہم مین اور اون وحشیون مین صرف اتنا فرق ہے کہ اونکے قوی نفسانی بہ سبب عدم تعلیم وتعلم وسیع اور شگفتہ نہین ہوتے اور اونکی عقول پر علم کی صیقل نہین ہوئی نہ تعلیم وتربیت کا اثر ہوا لہذا اونکے اطوار وعادات مثل حیوانات کے ہین۔ کسب واکتساب تعلیم وتربیت تہذیب وشایستگی کی استعداد جناب باری نے اونھین بھی اوسقدر عنایت کی ہے جسقدر ہمین عطا کی ہے مگر بسبب بعد مسافت اور شدت حرارت ودیگر موانع شایستہ وتربیت یافتہ قومون کے

رسائی اون تک نہین ہوسکتی کہ اونکے خلط ملط اور ربط وضبط سے ان وحشیون میں آدمیت آجاسے اور پورے آدمی بنجائین - چنانچہ یہ بات بدیہی ہے کہ وحشیون کو جو جنگل گاسے بیل کے پکڑ لاتے ہین تو پہلے اونمین کیسی وحشت اور جہالت ہوتی ہے لیکن جب شائستہ اور تربیت یافتہ لوگون کی صحبت پاتے ہین تو اچھے خاصے آدمی بنجاتے ہین بقول شیخ سعدی رح ؎ سگ اصحاب کہف روزے چند ؛ پئے نیکان گرفت مردم شد ؛ الغرض خلق کے معنے مجملاً لکھی گئی اسکے لوازم بہت سے ہین - ہر شخص سے اوسکی لیاقت وحیثیت کے موافق بتواضع وانکسار پیش آنا - بزرگون کی تعظیم اور ادب کرنا (خواہ وہ سن مین بزرگ ہون خواہ لیاقت اور آبرو مین زیادہ ہون) یتیمون پر شفقت غریبون پر عنایت - عورتون سے نرمی وملائمت - بچون پر رحم ومحبت - دوستون سے مروت ورعایت - عزیزون سے صلہ رحم - نوکرون پر نظر عنایت وکرم - خندہ پیشانی شیرین زبانی - یہ سب خلق کے لوازم ہین - جس شخص مین یہ اوصاف پائے جاوین وہ صاحب کرم خلق مجسم ہوا ہے اس سے خدا بھی خوش خلق بھی راضی جسے دیکھو اوسکی مدح سرائی مین مصروف - اوسکی صحبت سب کو مرغوب وہ باتمیز ہر دل عزیز جہان جائے لوگ اوسے آنکھون پر بٹھائین بڑی تعظیم وتواضع سے پیش آئین - اوسکی مشکل اڑی نہین رہتی - عسرت وفلاکت پاس کھڑی نہین رہتی - اورون کا کام ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے نکلے اوسکی ضرورت مفت رفع ہوجاسے - گرہ سے دمڑی نجاسے - لوگ نقد جان لیکر بے طلب حاضر ہون - ہر وقت اور ہر حال مین اوسکی ممنون وشاکر ہون - غرض یہ وصف عجب جامع ومانع ہے جسمین یہ صفت نہین اوسکا روپیہ برباد اوقات ضائع ہے - خلق عادت حکماء وعلماء اور وتیرہ انبیاء

اوصیاء علیہ ہے۔ چنانچہ حضرت سید عالم نبی اکرمؐ مجمع فضائل و کمالات۔ و منبع فضل
و حسنات تھے یعنی کوئی نیکی اور کوئی وصف ایسا نہ تھا جو آپ کی ذات ستودہ صفات
مین بدرجۂ اتم و اکمل نہ پایا جاتا ہو مگر ان سب فضائل مین آپکا خلق ایسا وسیع تھا
کہ خود حق سبحانہ تعالے بفخر و نازش آپ کی تعریف مین فرماتا ہے کہ انک لعلیٰ
خلق عظیم یعنی اے پیغمبر تیرا خلق بہت بڑا ہے یعنے تو بڑا صاحب خلق ہے
اس سے خلق کی عظمت اور خلیق کی قدر و منزلت پیش خدا ظاہر ہے۔ اسکی خوبی کا
تمام عالم معترف اور ہر شخص ماہر ہے جسمین یہ وصف نہین وہ بدتر از نباتات
و سخت تر از جمادات ہے۔ انسانیت سے خارج داخل حیوانات ہے۔ کیونکہ
نباتات کو بالیدگی و روئیدگی و خمیدگی۔ جمادات کو سختگی و تراشیدگی۔ حیوانات کو
حس و تمیز لازم ہے جیسا کہ شیخ سعدی رح فرماتے ہین کہ سنگ سراچہ را دیدم و گفتم
لیکن بد خلق بے تمیز کند کہ ناتراش ہے اور اسکی ہر بات مکروہ و جگر خراش ہے۔
وہ طرید عالم و لعین آفاق ہے۔ اس شعر کا مصداق ہے ؎ آدمی را آدمیت
لازم ست ٭ عود را گر بو نباشد ہیزم ست ٭ اور اوصاف کو تو ہم نہین کہتے لیکن
خلق کا خاتمہ ہمارے اہل شہر پر ہے۔ خاص اس صفت مین ہمارے شہر کو
ہندوستان سے وہ نسبت ہے جو طہران و اصفہان کو فارس سے اور فارس کو
فرانس سے۔ جس شریف بھلے آدمی کے دروازہ پر جائیے وہ سروقد تعظیم کو اٹھ کھڑا
ہوتا ہے اپنے سے بالادست بٹھاتا ہے ہر طرح کی خاطر و مدارات کرتا ہے حالانکہ
نہ آپ سے کبھی کی صاحب سلامت نہ جان پہچان ادھر آپ نے سلام علیک
یا بندگی عرض ہے کہا ادھر میر صاحب یا میرزا صاحب کی باچھین کھل گئین
مسکرا کر فرمایا وعلیکم السلام یا تسلیم کورنش آداب مزاج مبارک بسم اللہ تشریف
لائیے خیر تو ہے اسوقت کہاں سے تشریف لانا ہوا ایک دفعہ مین نے آپ کی

زیارت کی ہے مگر اسوقت خوب یاد نہین کہ کہان اور کس موقع پر ماما کو پکار کر کہا
اری پان اور حقہ جلد لا اور اگر زیادہ بیباک اور بے تکلف ہوے تو ماحضر سے بھی
دریغ نہ کی۔ پہلے تو ادھر اودھر کی گپ شپ ہوئی گلوریان کھائین حقہ اوڑایا
بعد اوسکے حرف مطلب زبان پر لائے تو اونھون نے دست بستہ عرض کیا کہ
مین آپکی ضرورت کو اپنی ضرورت سے زیادہ اور آپکے مطلب کو اپنے مطلب سے
بڑھکر سمجھتا ہون انشاء اللہ تعالے آپ کی مطلب برآری مین بدل وجان
کوشش کرونگا اے قبلہ وہ بات کیا ہے جسکے واسطے آپ نے اسقدر زحمت
گوارا کی اور اسقدر اصرار فرماتے ہین خاطر جمع رکھیے مین آج ہی اسکی صورت
کردونگا۔ اس گفتگو مین دس بیس قسمین جو کھا گئے وہ گھاتے مین واللہ
کلام اللہ کی قسم امام حسین کی قسم جناب امیر کی قسم یہ تو گویا تکیہ کلام ہی ہے اسکے
بات چیت حرام ہے۔ مگر یہ بری عادت ہے اس سے احتیاط مناسب ہے۔
احتراز واجب ہے۔ خیر جب رخصت کا وقت آیا اور مہمان نے فرمایا اب زیادہ
تکلیف وتصدیع ہے تسلیم عرض کرتا ہون۔ میر صاحب نے گھبرا کر فرمایا اے
قبلہ خدا کے واسطے لمحہ بھر تو اور تشریف رکھیے ابھی تو آپکی ملاقات سے سیری
نہین ہوئی بس ایک حقہ اور پی لیجیے۔ پھر آپکو اختیار ہے غرض پکڑ دھکڑ کر
اونھین بٹھایا دل لگی مذاق کی باتین کین جب خدا خدا کر کے رخصت ہوے
تو اسمین اصرار ہے کہ اب کب تشریف لائیگا اور کس دن حقیر کو سرافراز
فرمائیے گا۔ پہلے تو اونھون نے بالیت ولعل ٹالا کہ نہایت عدیم الفرصت
ہون انشاء اللہ پھر حاضر ہونگا لیکن جب وعدہ حتمی کر دیا تب جان چھوٹی گھر کی
راہ لی راستہ بھر میر صاحب کی تعریف کرتے رہے کہ بڑے خلیق اور صاحب
مروت ہین +

اب اس مقام پر کچھ امور متعلق بہ علم مجلس و آداب صحبت بیان کیے جاتے ہین
اول جب شرفا کی صحبت مین جاؤ تو بآواز بلند سلام علیکم کہو۔ اگرچہ اب
ہندوستان مین تسلیم آداب کورنش مجرا ان الفاظ کا استعمال بجاے
سلام علیک بکثرت ہے بلکہ بعض امرا اسے معیوب سمجھتے ہین اور سلام علیک
کہنے والے کو اکھڑ بدتمیز کہتے ہین مگر سلام علیکم سے بہتر کوئی فقرہ صاحب سلامت
کے واسطے نہین ہے کیونکہ یہ فقرہ مشروع و مستحب اور بے تکلف اور بلا تصنع ہے
اور خاص اسلام کی علامت ہے اور خود پیغمبر خدا اور صحابہ و تابعین نے ہمیشہ
ہر شخص سے اسی طرح صاحب سلامت کی ہے۔ باقی سب تکلفات بیجا ہین
بلکہ اس آیۂ وافی ہدایہ سے سلام اور علیکم السلام کا وجوب ظاہر ہے۔ اذا
حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا یعنے اے مسلمانو جب تمہین کوئی برادر
مومن سلام کرے تو اوسکا جواب اوس سے بہتر دو یا ویسا ہی جواب دو یعنے
سلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ہے یا صرف وعلیکم السلام کافی ہے
مگر پہلے فقرہ مین ثواب زیادہ ہے۔ لیکن یہ طرز صاحب سلامت کا مسلمانون
سے مخصوص ہے ہنود کو اسطرح سے سلام کرنا خلاف تہذیب اور خلاف
رواج سمجھا جائیگا انکی صاحب سلامت مین بندگی تسلیم ہی کہنا چاہیے
سلام کرتے وقت جھکنا اور دہنا ہاتھ پیشانی کی طرف لیجانا ضرور ہے
علیٰ ہذا القیاس دوسرے شخص کو بھی جسے سلام کیا ہے ذرا جھک کر وعلیکم
السلام (یا بندگی یا اگر سلام کرنے والا کوئی عزیز قریب ہے اور سن یا رشتہ مین
بہت چھوٹا ہے یا شاگرد اور استاد کی نسبت ہے تو جیتے رہو۔ برخوردار۔
عمر دراز وغیرہ) کہنا چاہیے۔ یہ نہین کہ ذرا سا ہاتھ اوٹھا کر تھکی سی ماردی
جیسا کہ اکثر اہل ثروت کا دستور ہے اسطرح کی بے اعتنائی کی صاحب سلامتی ہے

سلام کرنے والے کی ذلت وحقارت ہوتی ہے اور سلام لینے والے کا کبرو
غرور ثابت ہوتا ہے اور یہ نہایت مکروہ ہے اور بداخلاقی کی علامت ہے ❖

دوم ۔ جب اہل محفل مین سے کوئی شخص مزاج شریف پوچھے تو ذرا جھک کر
تسلیم کرے اور الحمد للہ یا شکر ہے یا دعا کرتا ہون کہے ۔ اور جب بیٹھتے وقت
کوئی شخص بسم اللہ یا یا اللہ کہے تو نصف قد یا ربع قد اوٹھکر تسلیم کرے ۔ سکے بعدہ
دوزانو ہوکر مودب بیٹھے اور زانو پر انگرکھہ کا دامن ڈال لے اور کسی کی طرف
پشت کرکے نہ بیٹھے اور اگر سہواً کسی کی طرف پشت کرکے بیٹھ جاسے
بعد اوسکے معلوم ہو تو اوس شخص سے دست بستہ کہے کہ معاف فرمائیگا مجھے
معلوم نتھا ۔ یہ طرز ہندو اور مسلمان دونون سے برابر برتنا چاہیے ❖

سوم محفل مین بہت چلا کر بات نکرے اور بہت ہنسے نہین ۔ کیونکہ اول تو
زیادہ ہنسنا مطلقاً ممنوع ہے اور باعث نزول بلا ہے جیسا کہ اس آیہ وافی
ہدایہ سے ظاہر ہے ۔ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا ۔ یعنے کم ہنسین گے اور
بہت روئین گے ۔ دوسرے چار آدمیون مین ذرا ذرا سی بات پر کھلکھلا کر
ہنسنے سے اپنی سبکی اور بے وقعی اور کم ظرفی اور سفاہت ثابت ہوتی ہے
ہان اگر کوئی ایسی ہی ہنسی کی بات ہو تو اوسوقت ہنسنا مضائقہ نہین
مگر وہ بھی آہستہ اور کم یہ نہین کہ ہنسی کا تار باندھ دے اور
قہقہے اوڑائے ❖

چہارم ۔ جب کوئی پان یا حقہ دے تو اگر وہ سن یا علم وفضل یا عزت
وآبرو مین اپنے سے زیادہ ہے تو ربع قد یا نصف قد اوٹھکر اوسے تسلیم
کرے اور اپنے ہاتھ سے بڑھکر حقہ اوٹھالے اوسے تکلیف نہ دے ۔
لیکن اگر اپنا ہمسن یا ہم مکتب یا ہم صحبت ہو تو اسقدر تکلیف کی چندان

ضرورت نہین ہے۔ بزرگون کے سامنے پان کھانا تو کچھ قباحت نہین ہے البتہ حقہ پینا معیوب ہے لیکن اگر ایک مرتبہ کوئی بزرگ خود حقہ پلاوے یا کسی اور کے کہنے سے اوسکے سامنے حقہ پیے تو پھر ہمیشہ اوسکے سامنے حقہ پی سکتا ہے ☆

پنجم ۔ محفل مین نہایت نرمی وملائمت اور صحت کے ساتھہ کلام کرے اور غریب وکریہ الفاظ ومحاورات کا استعمال نکرے کہ مخاطب کو تنفر اور کراہیت پیدا ہو۔ نہ ٹھیٹھہ گواری بولے کہ اہل محفل مضحکہ کرین بلکہ صاف صاف اردو زبان مین کلام کرے اور روزمرہ کی صحت کا خیال رکھے۔ بعض حضرات کو دیکھا ہے کہ آپس کی بےتکلفی کی بات چیت مین بڑے بڑے چپیرے اور بنیرے لغت لنڈھاتے ہین۔ کپڑے کی چھتری کو شمسیہ اور موم جامہ کی چھتری کو مطریہ۔ بعد زوال حمرت مشرقیہ۔ سوادلون۔ بیاض وجہ۔ تکالیف اجزار وخانیہ۔ تداخل فصلین۔ خوارق عادات۔ تراکم صدمات۔ نشفت رطوبات۔ رائحہ منتنہ (یعنے بدبو) عام صحبت مین ایسے الفاظ واصطلاحات کا استعمال کرنا جنسے اکثر اہل صحبت کو تنفر اور توحش ہوا اور مانع فہم مطلب ہون نہایت معیوب ومکروہ ہے۔ یا برخلاف اسکے شرفا اور اہل علم کی صحبت مین مدک خانہ اور چرس خانہ کے محاورے بولنا اور رذالون یا قومون کی بیہودہ گفتگو کرنا خلاف تہذیب اور خلاف داب صحبت ہے جیسا کہ بعض نوجوانان مدک کش وجانڈو نوش کو سر محفل یہ بھیانک الفاظ بولتے سُنا ہے۔ گنڈیکا حقہ خریدا۔ مارے گڈ وکو پلیتھین نکالڈالا۔ مارے دھپون کے کھوپڑی پلپلی کردی۔ ایسی بول چال سے اجتناب لازم ہے صحت وسلاست کلام پیش نظر رہے غیر متعارف محاورات اور کریہ وثقیل الفاظ سے حذر رہے۔ خلاصہ یہ ہے

کہ جس قسم اور جس شان کی صحبت ہو اوسی قسم اور اوسی ڈھنگ کا کلام کرنا چاہیے۔
اگر شرفا اور اہل علم کی صحبت ہو تو اونکے طرز گفتار کا خیال رکھنا چاہیے یعنے
نری عربی اور فارسی سے پرہیز۔ ٹھیٹھ گواری سے گریز۔ سلیس روزمرہ
بولی۔ اہل محفل کے مزاج کو میزان عقل مین تولے۔ کوئی بات خلاف تہذیب
زبان پر نہ جاری ہو۔ کسی سے گفتگو مین نہ عاجز وعاری ہو نہ بالکل چپکا بیٹھا رہے
نہ بے وجہ اور بے ضرورت بڑا یا کرے۔ کسی کی تعریف یا مذمت مین اسقدر
مبالغہ نکرے کہ خوشامد و چاپلوسی یا کینہ وعداوت کا گمان ہو یا وہ گوئی اور
مردم فریبی کا بہتان ہو۔ لفاظی اور بڑگوئی سے اپنی علمیت کا اظہار نکرے
بھری محفل مین اپنے تئین ذلیل وخوار نکرے۔ ہر شخص سے اوسکی فہم و
لیاقت کے موافق بات کرے۔ کلموا الناس علےٰ قدر عقولہم۔ کی رعایت
کرے۔ تاکہ اہل محفل کی نگاہ مین جچے۔ مضحکہ اور انگشت نمائی سے بچے
اہل صحبت کا دل مسرور ہو۔ باہم خلت و مودت کا ظہور ہو*

ششم۔ صحبت مشاعرہ یا محفل رقص وسرود مین اگر کسی کا شعر تیز یا کسیکا
گانا طرب انگیز ہو تو عالم وجد مین جامہ سے باہر نہو جاے۔ بے موقع
و بے محل تعریف کر کے محفل کو اپنے اوپر نہ سنسوائے کسی کے شعر کی
تعریف کرے یا کسی کی طعن اور بیچ کی توصیف کرے تو ایسے مقام پر کہ تمام
محفل پھڑک جاے شاعر یا مغنی اپنے کمال کی داد پاکر خود وجد کرنے لگے
کہ آپ بڑے سخن سنج اور گن رس ہین۔ سخن فہمی مین مشاق نغمہ سرائی مین
طاق از بس ہین*

ہفتم۔ اگر محفل مین خورد ونوش کا سامان ہو۔ ہنگامۂ دعوت
نمایان ہو۔ تو دسترخوان پر بیٹھتے ہی مصروف خورد ونوش نہو۔ عروس دعوت سے

بپیا کا نہ ہم آغوش نہو بلکہ کسیقدر تامل کرے - کہانے مین اورون پر سبقت
نکرے - جب اور لوگ کہانا شروع کرین تو جو اپنے آگے رکہا ہو اوسے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کہائے - کیسا ہی جی للچائے منہ مین پانی بھر آئے
مگر کسی کے سامنے سے ظرف طعام نہ کہسکائے اگرچہ اوسمین نان نعمت
یا من وسلوی کیون نہو نہ کسی کہانے کی خاص فرمایش کرے کہ اس سے
ندیدہ پن ثابت ہوتا ہے ایسے حرکتون سے آدمی اپنا وقار کہوتا ہی وقعت
ومتانت سے ہاتھ دہوتا ہے - چنانچہ نقل ہے کہ ایک دفع شیخ ناسخ مرحوم کے
دسترخوان پر انواع واقسام کے کہانے چنے ہوئے تھے اور ایک ایک
پیالہ بہت عمدہ بالائی کا ہر صاحب کے سامنے رکہا تہا - قضا سے کار ایک
صاحب کو بالائی ایسی مرغوب ہوئی کہ اپنے سامنے کا پیالہ چٹ کر گئے اور
دوسرے شخص کے سامنے سے پیالہ لیکر بیتحاشا کہانے لگے - شیخ جی کی نگاہ
جو اونپر پڑی تو لا الہ الا اللہ غضب ہوگیا قیامت آگئی اوسوقت خدمتگار کو
بولاکر کہا کہ جس بالائی والے کی دکان پر جتنے پیالے ہون سب لے آ - وہ جاکر
دس پیالے لبالب اوٹھالایا - شیخ صاحب نے فرمایا کہ سب پیالے انکے سامنے
رکھدے کہ آپ بالائی کے واسطے بولائے ہوئے ہین - جب دس پیالون کی
قطار اونکے سامنے رکھی گئی تو اونکے حواس باختہ ہوئے اور ہڑبڑا گئے اور
شیخ صاحب سے عرض کیا حضور مین خوب سیر ہوگیا - اونہون نے اصرار کیا
کہ صاحب کہائیے بھی بالائی آپکو از حد مرغوب ہے اوس بیچارے نے شامت کے
مارے نے انکار کیا کہ حضور مجھسے اب نہین کہایا جائیگا - آخر نوبت باینجا رسید
کہ شیخ صاحب کو مالیخولیا کا جوش جو آیا تو اوس غریب کو پچہاڑ اوسکے سینہ پر
چڑھکر اوسکے حلق مین بالائی ٹہوسنے لگے اوس بیچارہ کا عجب حال ہوگیا

حلق بند ہوگیا آنکھیں نکل پڑیں محفل میں ہاڑ مچگیا - آخر جب لوگوں نے دیکھا
کہ اس بیچارے کی جان ہی جاتی ہے تو شیخ صاحب کی منت و سماجت کرکے
اوسکی جان چھوڑائی اور وہ سیدھا اپنے گھر کو بھاگا - اے روشنی طبع تو برمن
بلا شدی ؏ وہ بالائی اوسکے حق میں بلائے بے درمان تھی - اوسکا ذائقہ عمر بھر
اوسے یاد رہا ہوگا - الغرض کھانے کی طمع آدمی کو ذلیل کرتی ہے اسمیں احتیاط
لازم ہے خصوصاً محفل میں جہاں وہ آدمیوں کے مضحکہ کا گمان ہوتا ہے -
عزت تو درکنار نقصان جان ہوتا ہے - یہانتک تو آداب صحبت بہت مختصر طور
سے بیان ہوئے لیکن ہر قوم اور ہر ملک کے آداب صحبت علیحدہ ہیں کہ وہ
دوسرے ملک میں معیوب سمجھے جاتے ہیں - مثلاً عرب اور انگلستان میں
دستور ہے کہ بزرگ خورد کی پیشانی اور رخساروں پر بوسہ لیتا ہے خواہ
عورت ہو خواہ مرد بلکہ عورات کی نسبت یہ طریقہ زیادہ برتا جاتا ہے اور اسے
کمال محبت اور شفقت کی دلیل جانتے ہیں - مگر ہمارے ملک میں اگر
باپ بیٹی کا اور بھائی بہن کا بوسہ سر محفل لے یا اور کوئی عزیز قریب ایسی حرکت
کرے تو کیسی معیوب بات ہے اور جو اوس عورت کا شوہر سن لے تو یقین ہے
اوسے جان سے مار ڈالے وہ بیچاری بے شرم اور بد وضع سمجھی جائے -
برادری سے خارج کیجائے - صحنک سے اوٹھا دیجائے - لیکن عرب و
انگلستان میں یہ رسم عام ہے - علی ہذا القیاس صدہا امور متعلقہ صحبت و
معاشرت میں ہمارے اونکے بڑا فرق ہے - اتنی دور کا ہیکو جائیے اپنے ہی
ملک میں اہل اسلام اور ہنود کو دیکھیے کہ اہل اسلام کے خورد و نوش و نشست
و برخاست کا طرز علیحدہ اہل ہنود کا طریقہ اور - جب کوئی مسلمان ہنود
کی صحبت میں جاتا ہے یا بالعکس اسکے کوئی ہندو مسلمان کی کسی تقریب میں

شریک ہوتا ہے تو کھانے پینے کے وقت سب سے علحدہ بیٹھتا ہی بعد اوسکے بھی ایک اجنبی شخص سمجھا جاتا ہے - لیکن ہمنے جو آداب صحبت سابق مین لکھی ہین وہ خاص لکھنؤ کے امرا اور شرفا کی صحبت کا رنگ دیکھکر لکھے ہین کیونکہ ہمین سالہا سال بعض روسا کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا ہے جنکی تہذیب اور سنجیدگی اور سلیقہ و تمیز مشہور و معروف ہے اور جو آداب صحبت اس خاندان عالی مین برتے جاتے ہین فی الحقیقت وہ اسی لائق ہین کہ ایک نہایت نفیس اور پاکیزہ صحبت کا نمونہ سمجھکر اونکی تقلید کیجائے چنانچہ یہ بات ہمنے اسی خاندان مین دیکھی ہے کہ بڑا بھائی چھوٹے کی اور خسر داماد کی تعظیم کو سروقد اوٹھکھڑا ہوتا ہے جس سے اوسکی قدر و منزلت اور عظمت و وقار اورون کی نگاہ مین زیادہ ہو جاتا ہے - لیکن ہمین یقین ہے کہ آداب مذکورہ بالا کو ہندو اور مسلمان سب پسند کرین - علی الخصوص ہمارے سررشتہ کے مدرس بجائے خود مطالعہ کرکے بوقت فرصت و اطمینان لڑکون کو سمجھائین - خورد و نوش کا طور نشست برخاست کا طریقہ - بات چیت کا ڈھنگ - بزرگون کا حفظ مراتب - برابر والون کی تعظیم و تواضع - خوردون کی تربیت و تادیب - یہ امور لڑکون کو سکھائین جو لوازم انسانیت اور شروط آدمیت ہین والا خالی سبق پڑھا دینا یا چند الفاظ کے معنے اور چند قواعد حساب و املا نویسی بتا دینا اسکا نام تعلیم نہین ہی یا سیاہ تختہ پر اقلیدس کی شکلین کھینچنا - تختہ مسطح سے پیمائش سکھانا - یا آلات و اوزار سے علم طبیعات اور فن کیمسٹری کے اصول سکھانا بیشک یہ اعلے درجہ کی تعلیم کے لوازم ہین - اور اس سے طالبعلم عالم بنجاتا ہے - مگر آدمی نہین بنتا - چار پایے برو کتابے چند - کا مضمون صادق آتا ہے - دنیا کی ذرا ذرا سی باتون مین اوس سے کچھ بن نہین آتا ہے - مونھ دیکھکر رہ جاتا ہی اگر چار

کتابین خود پڑھ لین یا پانچ چھ علمون سے واقف ہوگیا اور اورون کو پڑھانے
کی استعداد پیدا کر لی تو کیا بڑی کرامات کی نرے کٹھ ملا بنے رہے لڑکے
پڑھایا کرین اور اونسے کیا خاک ہوگا۔ جب کسی محفل مین جائین گے بغلین
جھانکین گے الو بنین گے احمق کہلائین گے۔ یا جب دنیا کے معاملات
پیش آئین گے دھوکا کھائین گے زک اوٹھائین گے۔ اپنی تقدیر کو روئینگے
کہ ہاے ساری عمر ہمنے پڑھنے لکھنے مین ضائع کی اللہ کیا کیا محنتین اور کیسی
کیسی جان کاہیان کین لیکن ہنوز روز اول۔ خورونوش۔ نشست و برخاست
وادوستد تو درکنار کسی شریف بھلے مانس سے بات کرنا تو جانتے نہین۔
پھر فرمائیے ایسے پڑھانے لکھانے سے کیا فائدہ جسمین دل و دماغ ضعیف
ہو جاے۔ آنکھون کی بصارت تشریف لیجاے مگر آدمیت نہ آئے جو تعلیم کا
مقصود اصلی ہے پس کہان تک بکتے چلے جائین۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔
تعلیم کا مقصود آدمیت سکھانا ہے۔ نہ خالی عالم و فاضل بنانا۔ مدرس کا بڑا
فرض یہ ہے کہ طالب علم کے اخلاق درست کرے آداب صحبت اور طرز معاشرت
سکھائے جو آگے چل کے دنیا کے معاملات مین اوسکے کام آنے والا صدہا
کتابین چاٹے بیٹھے رہو کس نے پرسد کہ بھیا کون ہو۔ فضیلت اور چیز
آدمیت اور چیز ہمنے تو جب دیکھا یہی دیکھا کہ بڑے بڑے عالم ٹھوکرین
کھاتے ہین ذرا ذرا سے جاہل مزے اوڑاتے ہین اور اسکی وجہ جو دریافت کی
تو یہی معلوم ہوا کہ یک من علم را دہ من عقل باید۔ وہ دنیا مین رہنا نہین جانتے
یہ دنیا مین رہنا خوب جانتا ہے اونکی صحبت سے لوگ بھاگتے ہین کہ سلام علیک
بھی کرنا نہین جانتے کسی سے سیدھے موںھ بات بھی نہین کرتے۔ اس جاہل کی
خوش اخلاقی اور عمدہ برتاو سے لوگ چمٹے جاتے ہین ؎

الحاصل خُلق عجب صفت ہے۔ خاص کر صحبت و معاشرت کا جزاعظم ہے۔ یہ شرف اللہ نے خلیق ہی آدمی کو بخشا ہے۔ کہ بڈھون مین بڈھا۔ جوانون مین جوان۔ بچون مین بچہ۔ وہ سب سے خوش سب اوس سے خوش جب کسی سے بات کی مسکرا دیے۔ ایسی آدمیت اور اخلاق سے پیش آئے کہ غلام بنا لیا۔ عاشق کر لیا۔ شیرین کلامی اور خوش خلقی سے بیگانہ کو یگانہ دشمن کو دوست۔ مخالف کو موالف۔ رقیب کو حبیب۔ عدوے جان کو مشفق و مہربان۔ حاسد بد اندیش کو نیازمند و نیازکیش بنا لیا۔ غرض اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے مس عداوت کو طلاے محبت بنا دیتا ہے۔ یا مقناطیس کی صفت رکھتا ہے کہ لوگون کے دلون کو اپنی طرف جذب کرتا ہے۔ خلق اُمرا اور اہل دولت کو زیبا ہے۔ فقرا اور اہل اللہ کا تو یہی شیوہ ہے بقول شیخ سعدی رح ؎ تواضع زگردن فرازان نکوست ٭ گدا گر تواضع کند خوے اوست ٭ مسلمانون کے واسطے تو اسیقدر کافی ہے کہ خلق محمدی پر نظر کرین کہ آنحضرتؐ کے اخلاق کسقدر وسیع تھے کہ ادنے ادنے کی تعظیم کو سروقد اوٹھ کھڑے ہوتے تھے اور ہر بات پر تبسم فرماتے تھے۔ باوجودیکہ زمانہ آپ سے ہمیشہ برگشتہ رہا فقر و فلاکت مین مبتلا رہے مگر ہمیشہ خندہ پیشانی اور شگفتہ خاطر رہے کبھی تیوری پر بل نہین پڑا۔ اخلاق مین فرق نہین آیا۔ آپ کے اخلاق ایسے وسیع تھے کہ اپنی دختر نیک اختر اور داماد عالی نژاد کی تعظیم سروقد فرماتے تھے۔ لوگون کو خوش خلقی کی ترغیب دلاتے تھے۔ چنانچہ حدیث تخلقوا باخلاق اللہ (جو اس آرٹکل کا عنوان ہے) آپ ہی کا ارشاد فیض بنیاد ہے۔ ہر مسلمان کو خوب یاد رہے کہ مضمون مرقومہ بالا مین خُلق سے مراد خُلق عمیم ہے یعنے وہ خُلق جو ادنی و اعلی صغیر و کبیر۔ برنا و پیر حاکم و محکوم۔ شاہ و گدا۔ یگانہ و بیگانہ سب کی نسبت برابر ہو۔

یہ نہیں کہ طمع سیم و زر اور حب جاہ و منصب سے امیرون اور آبرو دارون سے
بخلق و تواضع پیش آئے اور غریبون و کم عزتون کو آنکھین دکھلائے روپیہ والون کو
صدر محفل مین اپنے پاس بٹھائے اور محتاجون کو صف نعال مین جگہ دے۔
اپنی حاجت کے وقت یا اپنے مطلب کے لیے خلق مجسم ہو جائے۔ پابوسی اور
دستگیری گوارا کرے اور جب وہ حاجت رفع ہو جائے اور وہ مطلب بر آئے
تو بدخلقی اور طوطا چشمی اختیار کرے۔ یہ مردم سازی اور خود غرضی ہی خلق نہین ہے
بلکہ خلق کی صفت یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال مین اور ہر شخص کی نسبت برابر ہو
چنانچہ حدیث مذکورہ بالا مین اخلاق اللہ سے یہی مراد ہی کہ جیسے حق سبحانہ تعالی کے
اخلاق عام ہین یعنے اوسکا فضل و رحمت سب مخلوقات پر یکسان ہے کسی پر
کم و بیش نہین ہے۔ ہر مخلوقات سے اوسکی استعداد اور حیثیت کے موافق سلوک
کرتا ہے۔ اوسیطرح تم بھی ہر شخص سے اوسکی استعداد و حیثیت کی موافق پیش آؤ
خود غرضی اور نفسانیت کو راہ نہ دو غرور اور انانیت سے باز آؤ۔ جہانتک ہو سکے
استغنا اور بے نیازی اختیار کرو۔ تواضع و فروتنی اپنا شیوہ رکھو۔ مال و دولت پر
پھول نجاؤ۔ اپنی اصل کو بھول نجاؤ۔ آدمی کو آدمی سمجھو اوسکی مفلسی اور بے زری پر
نجاؤ۔ کیونکہ سدا کسی کا زمانہ برابر نہین رہا ہے کبھی تم بھی مفلس تھے۔ اب تونگر
ہو گئے تو کیا ہوا ایسا نکرو کہ جس مال پر نازان ہو کر بندگان خدا کو ذلیل و خوار
سمجھتے ہو وہ غارت ہو جاوے یکبینی و دوگوش رہ جائے۔ اوسوقت تو خواہ مخواہ
جھکنا پڑیگا۔ ہر قدم پر سر تسلیم رکھنا پڑیگا۔ پس پہلے ہی سے ایسا وتیرہ کیون
نہ اختیار کرو کہ آخر کو ندامت سے بچو۔ خلق اختیار کرو خلق تاکہ خدا خوش ہو اور
خلق دین و دنیا مین تمھارا بھلا ہو۔ مطیع و فرمانبردار اپنا اور پرایا ہو۔

والسلام خیر ختام ٭

اقبال و ادبار

ان اللہ یحب معالی الامور ÷ ولیس للانسان الا ما سعی ÷ بے عزم درست وسعی
کامل ÷ کس را نشود مراد حاصل ÷ اقبال و ادبار دو ایسے لفظ ہین کہ ہر وقت
خلق اللہ کی زبان پر جاری ہین - ایک موہوم سے معنی ان لفظون کے تو البتہ
ہر شخص کے ذہن مین ہین مگر کم کوئی غور کرتا ہے کہ اصل حقیقت انکی کیا ہے
روزمرہ کے محاورہ مین انکا صرف اسطرح پر ہے کہ گویا یہ دونون خارج مین موجود اور
بعض صفات واجب سے متصف ذاتی ہین اور ساتھی اسکے لوگ فعل و انفعال کو بھی
انسے نسبت دیتے ہین ایاب و ذہاب کا ان پر اطلاق کرتے ہین خواب اور بیداری
کی حالتین انکی بتاتے ہین اور بہ نعرہ و نازش یا بحسرت و افسوس انکو یاد کرتے ہین
کوئی بڑا دقیق بین معنی رس ہوتا ہے وہ تو البتہ اتنا سمجھتا ہے کہ قسمت تقدیر
وغیرہ کی مثل یہ بھی مسمیات ازلی کے نام ہین ورنہ جہلا تو گو زبان سے نہ کہین پر
انکو شریک باری بتانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھتے اور جس طرح ہنود دیبی
اور شیتلا کی پوجا کرتے ہین اسی کے قریب قریب بعض مسلمان ان اللہ
فرضی کو مانتے ہین ÷

بہتیرے لغات زبان پر ایسے جاری ہین کہ اونکے مدلولات محض ذہنی ہین یا
خارج مین اونکا وجود نہین ہے اور ایک ضرورت ذہنی کے سبب سے انسان
نے انہین وضع کر لیا ہے جیسے لفظ انسان مثلاً کہ اسکا مفہوم کلی کہین
خارج مین موجود نہین ہے بلکہ چند افراد کو متحد الماہیت پا کر آدمی نے ایک لفظ
وضع کر لیا ہے جسکا اطلاق ہر فرد پر ہو سکتا ہے اور ساتھ اسکے کسی فرد
خاص کا نام نہین ہے یا فقط لفظ زید کہ جو کوئی شخص [illegible] [illegible] سے

بالکل گھرا ہوا ہو اوسکا نام ہے اثم اس سے کہ سنگلدیپ ہو یا جزائر واق ہون
یا کوئی اور سرزمین موصوف بصفات مذکورہ دیکھنے مین آئے۔ انکے سوا ایک
قسم کے اور لغات ہین جو بہت سے صفات مجتمعہ یا حالت مجموعی کے نام ہین مگر
آدمی نے بوجہ جہل اون نامون کو ان صفات یا حالت کا سبب اور پیدا کرنے والا
قرار دے لیا ہے اقبال اور ادبار اور قسمت اور تقدیر اسکی نظیر ہین ؀
سب کہا کرتے ہین کہ انگریز کا اقبال آج کل یاور ہے ہند و مسلمان پر ادبار ہے
اگر سرکار انگریزیہ بہادر کوئی لڑائی فتح کرے کسی تدبیر ملکی مین سرسبز ہو کوئی نہر جدید
بنائے کوئی آلہ نیا ایجاد کرے تو بہرحال تعریف اونکے اقبال کی ہوتی ہے۔ اگر
ہماری قوم کے لوگ کسی قسم کی تکلیف اوٹھائین کسی امر مین ناقص نکلین کوئی
تدبیر اونکی اولٹی پڑے علم کی تحصیل مین کوتاہی کرین حصول دولت مین ہمت
ہار جائین اخلاق ذمیمہ سیکھین بزرگون کا وتیرہ چھوڑ دین تو بہر صورت قصوروار
ادبار ٹھہرایا جاتا ہے یعنی گویا یہ امور معلول العلل اور مسبب باسباب نہین ہین بلکہ
ایک ہرمز یعنی اقبال آسمان زمین کے کسی پردے پہ بیٹھا ہوا کسی قوم کو نفع پہنچایا کرتا ہے
اور اوسکے مقابل ایک اہرمن یعنی ادبار بیٹھا ہوا دوسری قوم کو نقصان پہنچایا کرتا ہے
عقل و رای کوئی چیز نہین ہے یہ دونون فاعل مختار اور جبار جو چاہتے ہین کرتے ہین
کوئی اونپر حاکم نہین اور یہ کسی کے محکوم اور فرمانبردار نہین آدمی سے کچھ
بنائے نہین بنتی کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی اور اسیطرح یہ کہ انسان ہی بیچارہ کی
کے معاملات مین اقبال و ادبار کا پہرہ لگتا ہے ایسی بدعملی ہے کہ حیوان نبات
جماد کے نظم و نسق مین نہین سمجھی جاتی گویا خداوند عالم و عالمیان اشرف المخلوقات
سے اونپر زیادہ مہربان ہے اور ہرمز اقبال اور اہرمن ادبار کی گیر و دار سے
اونھین محفوظ رکھا ہے۔ ہر صاحب عقل اس بات کو تسلیم کریگا کہ یہ آثار ادبار ہے

بے وجہ نہیں ہیں انتظام عالم میں ہر نتیجہ کسی مقدمہ پر مترتب ہوتا ہے
ہر معلول کسی علت کے وسیلے سے ظہور میں آتا ہے کارخانہ قدرت سلسلہ
علل و اسباب سے ایسا جکڑا ہوا ہے کہ ادہمین کبھی خود سر دیو یا اہرمن کا گذر
نہیں ہے کسی مخلوق کی مجال نہیں کہ یہ سلسلہ توڑ دے یا ایک معلول کو بھی
اپنی علت سے جدا کر دے حکیم اور فلسفی کا کام یہ ہے کہ ہر شئے کی حقیقت
اور ماہیت کی تجسس میں سبب اول تک پہونچ جائے جس سے بالاتر مسبب حقیقی
اور حکیم مطلق کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اقبال وادبار کا نام لینا ایک خاص
حالت مجموعی کے وجوہ اور علل تک نہ پہونچنے کا بہانہ ہے تلاش وتفتیش علل
شدید ریاضت کا کام ہے اسکی محنت کو حکیم ہی گوارا کر سکتا ہے اور عوام الناس
آسان سے دو لفظ گڑھ کے اپنی مشقت بچا لیتے ہیں اور انھیں الفاظ کو علت
علاوا سلسلہ ٹھہرا کر اپنے دلوں کو تسکین دے لیتے ہیں انہیں اونھیں اپنی کاہلی
اور قصور کا بھی عذر اچھا ہاتھ لگ جاتا ہے اور کہنے کو ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں
ہمارا اقبال یاور نہیں مجبور ہیں۔ ذرا غور کرنیکا مقام ہے کہ ہماری قومی ہمدردی کا
تو یہ حال ہو کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی ابنائے جنس کی فلاح وبہبودی
میں سعی نکرے اور ہر شخص اپنے ذہن میں ٹھان لے کہ ہمیں ایسے کاموں میں
روپیہ صرف کرنے سے کیا فائدہ وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل آخر کوئی نہ کوئی
کر ہی لیگا۔ بیدلی اور اتحاد کی یہ نوبت ہو کہ جو کوئی بھولا بھٹکا بھائی ہمارا
دھیان بھی لڑائے اور درد دل سے ہماری بھلائی کی فکر بھی کرے تو ہمکو
یہ جستجو پیدا ہو کہ اسے کیونکر بدنام کیجیے اسکی نیت کو کس طرح فاسد ٹھہرائیے
کیا گرفت کیجیے کہ لوگ اسے ملحد اور زندیق جانیں غرض اوسکے بگاڑنے میں
قرار واقعی دوادوش کیجائے جہان کی خاک چھانی جائے تربیت اور تعلیم کا

یہ نقشہ کہ اپنا علم بھی چوپٹ ہو تحصیل معاش کا وسیلہ نہ سیکھین مشقت کو ذلت سمجھین مفت خواری مین شرم وحیا نکرین اور پھر جب تنگی رزق عاجز کرے تو خدا کی ناشکری کرین *

مآل اندیشی اور حسن تدبیر ایسی کہ عمر فکر محال اور شیخ چلّی کے سے خیال پکانے مین صرف ہو جائے گذشتہ حالات پر حسرت و افسوس کیا کرین آئندہ کی نسبت بیہودہ اور بیجا امیدون مین اوقات ضائع کرین ہمیشہ یہ سوچتے رہین کہ مثل فلان امیر کے متمول اور فلان حاکم کے مانند صاحب اقتدار ہوتا تو کیا ہوتا اور ہو جاؤن تو کیا ہو یہان تک کہ ان وسوسون مین واقعی اور ممکن الحصول مواقع تمتع کے بھی ہاتھ سے نکل جائین - حمیت اور غیرت اس درجہ کہ اگر دنیا نے جاہل اور نالائق ٹھہرائے جائین تو یہ کہکے اپنی بات بنا لین کہ دادا جان بڑے عالم تھے سیکڑون شاگردون کو پگڑی بندھوا دی نانا جان بڑے مہندس تھے اونکی زیچ آج تک مشہور ہے ہمین کسی قابل نہین ہوا تو کیا ہوا اور اوسپر یہ توقع کہ لوگ اپنی بھی قدردانی اور تواضع و تکریم کرین جتنی کسی صاحب علم وکمال کی کرتے ہین امیرون کا یہ وتیرہ ہو کہ امارت کو مقصود بالذات جانین اور مخزن ہر فضل وکمال تصور کرین تجمّل کو عزت سمجھین اپنے خوشامدی اور دست نگر لوگون کی ستائش کو سچ جانین اور اس گروہ کی واہ واہ سے پھولے نہ سمائین مال اور وقت عزیز لہو ولعب مین صرف کرین اپنی قوم اور اپنے ملک کی بھلائی مین سعی نکرین اور اس کار خیر مین پیسہ نہ اوٹھائین - شریفون کا یہ نقشہ ہو کہ گو کھانے کو پاس نہو پر محنت اور مزدوری سے اونکی شرافت مین بٹہ لگے سوال سے عار نہو مگر پیشہ اور حرفہ سے جی شرمائے - عابد و زاہد ایسے ہون کہ نہ ہیا اور رات کو چشم بنائین اور نماز روزہ کی روٹیان کھائین حج زیارت کے سرمایہ تحصیلے پھرین اور اوسپر

فعل کو جیسے خداوند عالم اور ہمارے شارع علیہ التحیۃ والسلام نے حرام کیا ہے بظاہر ذریعۂ جذب ثواب و بباطن وسیلۂ حصول معاش بنائین تمال وحکام ایسے کہ اونکو اپنا پیٹ بھرنے سے کام ملک خدا اپنا ہے بگڑے چاہے بنے اونکی بلا سے - حیف صد حیف کہ حال ہمارا اور ہماری قوم کا یہ ہوا اور اب بھی ہم ادبار ہی کو الزام دین اپنے قصور پر معترف نہون اور اپنے ملک کی بہبودی مین سعی و کوشش کرنے کے عوض بیٹھے ہوئے ہاے قسمت واے نصیب کیا کرین ❊

اصل مین ادبار اسی حالت مجموعی کا نام ہے جسکا ایک شمہ بطور مشتی نمونہ از خروارے اوپر بیان کیا گیا اقبال کو بالکل اسکا ضد تصور کر لینا چاہیے زیادہ اس سے سمجھنا اور ادبار یا اقبال کو ان حالات کا خالق اور مسبب قرار دینا عقل سلیم کے نزدیک مشابہ بشرک معلوم ہوتا ہے اگر یہ مقدمہ تسلیم کر لیا جاے تو ظاہر ہے کہ مثل امراض جسمانی یہ بھی عوارض ہین اور یہ بھی قیاس علاج پذیر اور جسطرح طبیب حاذق پہلے اسباب و علامات مرض کو ہر صورت سے مشخص اور محقق کر کے اوسکے مناسب نسخہ لکھتا ہے اسیطرح ہمارے ملک کی عقلا اور حکما کو چاہیے کہ پہلے اپنے قومی امراض کے اسباب و علامات بخوبی دریافت کر لین اور پھر ہر سبب ردی کے واسطے علیحدہ علیحدہ دوائین تجویز کرین اگر صدق دل و خلوص نیت سے علاج مین کوشش کیجائے اور قربۃ الی اللہ اس امر مین اہل توفیق جد و جہد کو کام فرمائین تو عجب نہین ہے کہ ثمرہ اسکا بہت جلد ظہور مین آئے اور ستارۂ اقبال اہل ہند پھر چمکنے لگے السعی منا والاتمام من اللہ ❊ مثنوی ❊ من طریق سعی می آرم بجا ❊ لیس للانسان الا ماسعی ❊ واہن مقصود اگر آرم بکف ❊ از غم و اندوہ مانم برطرف ❊ ورنہ شد از جہد من کار م بکام ❊ من دران معذورم والسلام ❊

تمام شد